بسم اللہ الرحمن الرحیم
صلوا کما رأیتمونی أصلی
www.KitaboSunnat.com
احکام الصلوۃ
مرتب
جاوید اقبال سیالکوٹی

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾.

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ)).

أَحْكَامُ الصَّلٰوةِ

مرتب :

جاوید اقبال سیالکوٹی

نظرثانی:

خالدبن بشیرمرجالوی

نام کتاب............ أحكام الصلاة

مرتب .... أبو عبدالرحمن جاوید إقبال سیالکوٹی

نظرثانی............ خالد بن بشیر مرجالوی

کمپوزنگ............ شاھد محمود

طباعت............ الکریم پرنٹرز ۲۳ لوئر فلور

سیتھی پلازہ سیالکوٹ

ملنے کا پتہ

جامعة العلوم الاسلامیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

فون:560228-551668

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

سبب تصنیف

إنّ الحمدلله ، نحمده و نستعينه ونستغفره ، و نعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ،و أشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله (أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و نفثه). ﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته و لاتموتن إلا و أنتم مسلمون﴾. [آل عمران :١٠٢] ﴿يا أيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء ، واتقوا الله الذى تساءلون به والأرحام ، إن الله كان عليكم رقيبا﴾. [النساء:١] ﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله و قولوا قولا سديدا. يصلح لكم أعمالكم و يغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظيما﴾. [الأحزاب:٧٠-٧١]

((أما بعد : فإن خير الحديث كتاب الله ، وخير الهدى هدى محمد ﷺ ، و شر الأمور محدثاتها ، وكل محدثة بدعة ، وكل بدعة ضلالة ، و كل ضلالة في النار)).

آج سے دو سال قبل جامع مسجد توحید سمبریال میں جمعۃ المبارک کے خطبات میں نماز ادا کرنے کا طریقہ بیان کیا بعض ساتھیوں کے مسلسل اصرار کے بعد

میں نے نماز کے موضوع پر دیئے گئے خطبات کو جمع کر کے کتاب کی شکل دے دی ہے، اللہ تعالیٰ نجات اخروی کا سبب بنائے۔ آمین۔

العبد الفقير إلى الله

ابو عبد الرحمٰن جاوید اقبال سیالکوٹی

مدرس جامعہ علوم اسلامیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

قبلہ رخ سیدھا کھڑا ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾

(البقرۃ: آیت 144)

(مسلمانو) تم جہاں ہو (نماز میں) اپنے منہ اس طرف (یعنی مسجد حرام کی طرف) کرو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جلدی جلدی رکوع، سجود کر کے نماز ادا کی اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((إذا قمت إلى الصلوة فأسبغ الوضوء. واستقبل القبلة)).

جب تو نماز ادا کرنے کا ارادہ کرے تو اچھے انداز سے وضو کر پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔

(بخاری جلد 2 ص 924 ابن خزیمۃ جلد 1 ص 232)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

(كان ﷺ إذا قام إلى الصلوة اعتدل قائما).

رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہوتے۔

(ابن ماجہ ص 62 ابن خزیمۃ)

تکبیر تحریمہ

(کان رسول اللہ ﷺ إذا افتتح الصلوۃ کبّر)

رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔

(مسلم جلد 1 ص 264)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہوتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کرتے ثمّ قال اللہ اکبر پھر اللہ اکبر کہتے۔

(ابن ماجہ ص 62 ابن خزیمہ)

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: جب تو نماز ادا کرنے کا ارادہ کرے تو اچھے انداز سے وضوء کر پھر قبلہ کی طرف منہ کر اور اللہ اکبر کہہ۔ (بخاری جلد 2 ص 924 ابن خزیمہ جلد 1 ص 232)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تحریمها التکبیر)). (ترمذی جلد 1 ص 55)

ترجمہ: نماز کی ابتداء اللہ اکبر سے ہوتی ہے۔

رفع الیدین کرنا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((انّ رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ إذا افتتح الصلوۃ و إذا کبّر للرکوع و إذا رفع رأسہ من الرکوع رفعھما کذلک أیضا)).

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح ہاتھوں کو اٹھاتے۔

(بخاری جلد 1 ص 102، مسلم جلد 1 ص 168، ترمذی جلد 1 ص 59 ابوداؤد جلد 1 ص 104، نسائی جلد 1 ص 109، ابن خزیمۃ جلد 1 ص 294)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا:

((رفع یدیہ حین دخل فی الصلوۃ وکبّر وصف ھمّام حیال أذنیہ......)). إلی آخرہ.

کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔

اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے، پھر چادر اوڑھ لی، اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر

رکھا، پھر آپ ﷺ نے چادر میں سے دونوں ہاتھ باہر نکال کر اٹھائے، پھر اللہ اکبر کہا، اس کے بعد رکوع میں گئے، پس جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ۔ (مسلم جلد 1 ص 173)

نوٹ :- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں 9ھ کو مسلمان ہوئے۔

امام ابن کثیرؒ نے (البدایہ والنھایہ جلد 5 ص 70 میں) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا ذکر ان وفود میں کیا ہے جو 9ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے، اور علامہ عینی حنفی اپنی کتاب میں عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں :

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ مدینہ میں 9ھ میں مسلمان ہوئے اور یہ (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) صحابی رسول ﷺ سے رفع الیدین ذکر کرتے ہیں۔

پھر یہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ آئندہ سال (یعنی 10 ہجری میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بیان کرتے ہیں :

پھر میں اس کے بعد ایک زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، ان دنوں سخت سردی تھی، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے اوپر موٹی چادریں تھیں، ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے۔

(ابو داؤد جلد 1 ص 105)

اس سے معلوم ہوا کہ 10 ہجری تک آپ ﷺ سے رفع الیدین ثابت ہے اس کے بعد آپ ﷺ انتقال فرما گئے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہوگئی ہے وہ 10 ہجری کے بعد عدم رفع الیدین کی کوئی صحیح حدیث پیش کریں۔

﴿فَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

بغلوں میں بت چھپانے والا واقعہ

اعتراض: بعض بیوقوف یہ کہتے ہیں کہ منافقین بغلوں میں بت رکھ کر لاتے تھے، بتوں کو گرانے کیلئے رفع الیدین کرتے تھے۔

جواب: 1. اس واقعہ کا وجود کتب احادیث کے اندر کہیں بھی نہیں ملتا، نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ ہی کسی ضعیف روایت میں۔

2. اگر رفع الیدین سے بت ہی گرانے تھے تو کیا پہلی دفعہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ جو رفع الیدین کی جاتی ہے اس وقت بت نہیں گرتے تھے؟

3. باجماعت نماز مدینہ میں فرض ہوئی اور بت تو مدینہ میں نہ تھے بلکہ مکہ میں تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بنانے والے کے اندر عقل نہیں ہے۔

رفع الیدین پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے سامنے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کر کے دکھایا۔

(فقالوا صدقت هكذا كان يصلي ﷺ).

تو صحابہ کرام نے کہا: بے شک تو نے سچ بولا ہے، رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد جلد 1 ص 106)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(لَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ).

کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی (صحیح سند کے ساتھ) ثابت نہیں ہے کہ اس نے رفع الیدین نہ کی ہو۔ (جزء رفع الیدین ص 54)

خلاصہ: نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے ہاتھ اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے آخری عمر تک ثابت ہے، اس کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور رفع الیدین نہ کرنے کی کوئی صحیح

مرفوع حدیث موجود نہیں ہے۔

تارکین رفع الیدین کے دلائل

اور ان کے جوابات

پہلی دلیل:

عنْ عبْدِاللّٰہِ قال :ألا أخبرُ كُمْ بِصلوة رسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قال: فقام فر فع يديْهِ أوّل مرّةٍ ثمّ لمْ يعُدْ.

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پس آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی دفعہ رفع الیدین کی، اس کے بعد ساری نماز میں نہ کی۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ)

جواب: امام ابوداؤد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ.

یہ ایک لمبی حدیث کا اختصار ہے اور یہ ان لفظوں سے صحیح نہیں ہے۔(ابو داؤد مع عون المعبود جلد 1 ص 273، ابو داؤد مصری جلد 1 ص 199، مشکوۃ جلد 1 ص 77)

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں:

یہ عبارت میرے پاس دو قدیم نسخوں میں موجود ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

قد ثبت حديث من يرفع. و ذكر حديث الزهرى عن سالم عن أبيه ولم يثبت حديث ابن مسعود أن النبي ﷺ لم يرفع يديه إلا في أول مرة.

جو لوگ رفع الیدین کرتے ہیں بلا شبہ ان کی حدیث صحیح ثابت ہے۔ اور انہوں نے امام زہری کی حدیث سالم سے، اس کے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے (رفع الیدین کرنے کی) حدیث بیان فرمائی۔ اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کہ "نبی ﷺ نے صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے" ثابت نہیں ہے۔ (ترمذی جلد 1 ص 59)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان کے استاد یحییٰ رحمہ اللہ بن آدم دونوں فرماتے ہیں:

هو ضعيف، نقله البخاري عنهما و تابعهما على ذالك.

وہ روایت ضعیف ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دونوں بزرگوں کا یہ فیصلہ ان دونوں سے نقل فرمایا اور اس فیصلہ پر ان دونوں کی موافقت کی۔

(تلخیص الحبیر ، تحفہ لأحوذی جلد 1 ص 220، عون المعبود جلد 1 ص 272، نیل الأوطار جز 2 ص 186)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

(لم يثبت) . یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

(تلخیص الحبیر جلد 1، عون المعبود جلد 1 ص 272، تحفہ الأحوذی جلد 1 ص 220، نیل الاوطار جز 2 ص 187)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

کوفیوں کیلئے نماز میں رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی میں جتنی روایات ہیں ان میں یہ روایت سب سے اچھی ہے اور در حقیقت وہ ضعیف ترین شئی ہے۔

"وهو في الحقيقة أضعف شئ".

(تلخیص الحبیر جلد 1، عون المعبود جلد 1 ص 272، تحفہ لأحوذی جلد 1 ص 220، نیل الأوطار جز 2 ص 187)

امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں : (لا يثبت) . یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

(مرعاۃ جلد 3 ص 84، تحفہ الأحوذی جلد 1 ص 220)

نیز فرماتے ہیں :

کہ حدیث میں لم یعد (کہ آپ نے رفع الیدین صرف پہلی مرتبہ کی) کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ (نیل الأوطار جزء 2 ص 186)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وضعفه الدارمي والدار قطني والبيهقي۔ (تہذیب السنن)

اس روایت کو امام دارمی ،دارقطنی اور بیہقی نے ضعیف کہا۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں :

وہ روایت اہل علم کے نزدیک معلول اور ضعیف روایات سے ہے۔

(مرعاۃ جلد 3 ص 84)

في إسناده عاصم بن كليب. قال فيه ابن المديني: لايحتج به إذا انفرد كما في التهذيب. (جلد 1 ص 56)

دوسری دلیل :

عن البراء بن عازب أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلوة رفع يديه إلى قريب من أذنيه ثم لا يعود.

ترجمہ :براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے ، پھر ساری نماز میں ہاتھ نہ اٹھاتے ۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 109 ،دارقطنی ، طحاوی، احمد ،ابن أبی شیبہ ،دار قطنی ،ابن عدی)

جواب : امام ابوداؤد اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

هذاالحديث ليس بصيحيح. یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 110)

اس حدیث کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے۔

(مرعاۃ جلد 3 ص 85)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ (یزید بن ابی زیاد) ضعیف ہے۔

(تقریب ص 382)

امام منذری فرماتے ہیں:

لا یحتج بحدیثه. اس کی حدیث کے ساتھ حجت اور دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

(عون المعبود جلد 1 ص 273)

قال في التهذيب: وقال ابن معين ضعيف الحديث **لا يحتج بحديثه**.

(عون المعبود جلد 1 ص 273)

امام بخاری رحمۃ اللہ اور ان کے شیخ علی بن مدینی رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، یہ تمام بزرگ اس راوی کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

(فتح القدیر جلد 1 ص 191)

اس حدیث کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے "**ثم لا یعود**" کا لفظ انکی طرف سے درج ہے، اصل حدیث میں یہ لفظ نہیں ہے، مکہ میں جب یہ حدیث سنایا کرتا تھا تو اس لفظ کو ذکر نہیں کرتا تھا، کوفہ میں گیا تو اسے سکھایا گیا، پھر یہ

لفظ ذکر کرنے لگ گیا۔

تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ لفظ (کہ آپ ﷺ صرف شروع میں ہی رفع الیدین کرتے تھے بعد میں نہیں) یزید بن ابی زیاد کی طرف سے درج کیا ہے۔ (تلخیص جلد 1، مرعاۃ جلد 3 ص 85)

قال الحمیدی الأنماروی: هذه زیادة یزید ویزید یزید. وقال عثمان الدارمی عن احمد بن حنبل رحمه الله: لا یصح. وكذا ضعفه البخاری وأحمد بن حنبل وأبو داود ويحيى والدارمی والحمیدی وغير واحد.

(تلخیص الحبیر جلد 3، مرعاۃ جلد 3 ص 85، عون المعبود جلد 1 ص 273)

تیسری دلیل :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ.

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بے شک رسول اللہ جب نماز شروع فرماتے تو رفع الیدین کرتے، پھر ساری نماز میں رفع الیدین نہ کرتے۔

(بیہقی)

جواب : حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وهو مقلوب موضوع . یہ روایت مقلوب اور (بناوٹی) ہے۔

(تلخیص جلد 1 ص 83)

عبدالرحمن مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

حديث ابن عمر رحمه الله هذاباطل موضوع.

کہ امام حاکم نے فرمایا : یہ روایت باطل اور موضوع (بناوٹی) ہے۔

(تحفۃ الاحوذی جلد 1 ص222)

امام بیہقی فرماتے ہیں :

قال الحاكم هذا باطل موضوع.

کہ امام حاکم نے فرمایا یہ روایت باطل اور موضوع (بناوٹی) ہے۔

(نصب الرایہ جلد 1، ص210)

تعجب ہے ان لوگوں پر جو ابن عمر کی حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آتی ہے کہ "نبی کریم ﷺ رفع الیدین کرتے تھے" اس کو چھوڑ کر جو روایت موضوع ہے، من گھڑت ہے اس کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں۔

چوتھی دلیل :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ إِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِيْ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَ فِيْ اسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ وَ عَلَى الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ وَ بِجَمْعٍ وَ فِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ)).

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں،

آپ ﷺ نے فرمایا: رفع الیدین نہ کی جائے، مگر سات جگہ میں۔

(1) ایک نماز شروع کرتے وقت، باقی (6) چھ مقامات کا تعلق حج کے ساتھ ہے

(أخرجه البزار والطبراني وابن أبي شيبة موقوفا، وعن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ).

جواب: یہ روایت ضعیف ہے قابل حجت نہیں۔

اولاً: اس حدیث کا مدار ابن ابی لیلیٰ پر ہے۔

وهو ضعيف عند المحدثين. اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

(شرح مسلم نولکشوری)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَيِّئُ الحفظ جداً. یہ بہت برے حافظ والا ہے۔

(تقریب ص308، مرعاۃ جلد3 ص23)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا يحتج به. یہ راوی قابل حجت نہیں ہے۔

(ترمذی جلد2 ص235)

امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحداً أسوأ حفظا من ابن أبي ليلى.

ابن ابی لیلیٰ سے بڑھ کر برے حافظے والا میں نے نہیں دیکھا۔ (تہذیب)

ثانیاً : اس روایت میں انقطاع بھی ہے، اس لئے کہ حاکم نے یہ روایت مقسم سے نہیں سنی۔

لم یسمع الحکم من مقسم إلا أربعة أحادیث ولیس هذاالحدیث منها.

(جزء رفع الیدین مع جلاء العینین ص160، مرعاة جلد3 ص23، زیلعی جلد1 ص205)

ثالثاً : عبداللہ بن عباس جو خود اس حدیث کے راوی ہیں، ان سے خود رفع الیدین منقول ہے، اور ترک منقول نہیں۔

رسالہ امام بخاری میں ہے کہ طاؤس اور ابو جمرہ عطاء ان سب نے ابن عباس کو رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا۔

عند الرکوع وإذا رفع رأسه من الرکوع.

(جزء رفع الیدین مع جلاء العینین ص161)

پانچویں دلیل :

عَنْ عَبَّادِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ أَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْ شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ. (بیهقی)

ترجمہ :۔ عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع

الیدین نہ کرتے تھے۔

جواب : یہ روایت مرسل ہے۔

مرسل کی تعریف : تابعی صحابی کا واسطہ چھوڑ کر خود نبی کریم ﷺ سے بیان کریں، اس روایت میں عباد تابعی ہے۔

مرسل کا حکم : مرسل روایت جمہور محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

والحديث إذا كان مرسلاً فإنه لايصح عند أكثر أهل الحديث، قد ضعفهُ غير واحد منهم .

جب حدیث مرسل ہو تو وہ اکثر اہل علم کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی۔

(ترمذی جلد2 ص237)

والمرسل على القول الصحيح ليس بحجة .

(قال ابن الصلاح فی مقدمته ص21)

چھٹی دلیل :

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ أُسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ)). (مسلم)

ترجمہ :۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر نکلے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں شریر گھوڑوں کی طرح رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں ؟ نماز میں ساکن رہو۔

جواب :

اولاً : اس کا جواب خود صحیح مسلم کے اندر موجود ہے :

اسی حدیث کے راوی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو السلام علیکم کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کرتے، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ جب تم میں سے کوئی ایک سلام کہے تو اپنے ساتھی کی طرف منہ کر کے زبان سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔ (صحیح مسلم جلد1 ص181)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہتے ہوئے ہاتھوں سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے جو رفع الیدین کی جاتی ہے اس سے آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔

ثانیا : ((رافعی أیدیکم)) الخ میں رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین مراد لینے کی کیا دلیل ہے ؟ کیا حدیث میں رکوع جاتے وقت یا سر اٹھاتے وقت کے الفاظ ہیں ؟

ثالثاً : رکوع جاتے وقت اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین اگر سکون فی الصلوۃ کے منافی ہے تو لامحالہ نمازوتر کی تیسری رکعت میں رفع الیدین بھی سکون فی الصلوۃ کے منافی ہے۔

هذا ما عندی و الله أعلم با لصواب

تکبیر رفع الیدین کرنے سے پہلے یا بعد میں

اس کے بارے میں تین قسم کی احادیث آتی ہیں :

۱-ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہنے کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، یعنی اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھائے۔

(بخاری جلد 1 ص 102، مسلم جلد 1 ص 16)

۲-مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ.

جب نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر ہاتھ اٹھاتے، یعنی اللہ اکبر پہلے کہتے پھر بعد میں ہاتھ اٹھاتے۔ اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(مسلم جلد 1 ص 168)

۳-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا -

بِحَذْوِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے پھر اللہ اکبر کہتے۔

(مسلم جلد 1 ص 168)

خلاصہ: اللہ أکبر پہلے کہہ لے ہاتھ بعد میں اٹھائے، یا ہاتھ پہلے اٹھالے اللہ أکبر بعد میں کہے، یا اللہ أکبر کہنے کے ساتھ ہاتھ اٹھالے۔ یہ تینوں طریقے حدیث سے ثابت ہیں۔

ہاتھ اٹھانے کے وقت انگلیوں کی کیفیت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُفَرِّجْ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَ لَمْ يَضُمَّهُمَا

کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ زیادہ کھولتے اور نہ زیادہ ان کو ملاتے۔

(ابن خزیمۃ جلد 1 ص 234) (إسنادہ صحیح)

ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ (بخاری جلد 1)

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر کرتے۔

(مسلم جلد 1 ص 168)

فائدہ: رفع الیدین کے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اسی طرح انگوٹھوں کے ساتھ کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

ہاتھ باندھنے کی کیفیت

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ.

کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ذراع پر رکھیں۔ (بخاری جلد 1 ص 102)

عربی زبان میں درمیانی انگلی سے لے کر کہنی تک کو ذراع کہتے ہیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَ السَّاعِدِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پشت، جوڑ اور کلائی پر رکھا۔

(ابن خزیمۃ جلد 1 ص 243، نسائی)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت، جوڑ اور کلائی پر اس طرح رکھیں کہ دائیں ہتھیلی کا وسط بائیں ہتھیلی کے جوڑ پر آئے۔

صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں:

والمراد أنه وضع يده اليمنى بحيث صار وسط كفه إليمنى على الرسغ ويلزم منه أن يكون بعضها على الكف اليسرى والبعض على الساعد.

(مرعاۃ جلد 3 ص 59)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى.

کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ (ابن خزیمۃ جلد 1 ص 243)

اس حدیث میں آیا ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اس سے پہلی دو صورتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ اور ایک اور صورت کا بھی احتمال ہے وہ یہ کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھتے، اس لئے کہ لفظ ''ید'' عام ہے۔

فائدہ :

1- بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کو پکڑتے۔ (ترمذی، نسائی)

اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے۔

(ابو داؤد، ابن خزیمۃ)

اس لئے اگر کوئی دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں کو پکڑ لے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر کوئی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لے، پکڑے نہ، تو یہ بھی جائز ہے، دونوں طریقے (پکڑنا یا صرف رکھنا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

2- دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھنا یا کہنی کو پکڑنا یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

ہاتھ سینہ پر باندھنا

حلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَنْصَرِفُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ یَّسَارِہٖ وَ یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی صَدْرِہٖ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دائیں بائیں طرف پھرتے ہوئے اور ہاتھ سینے پر رکھتے ہوئے دیکھا۔ (مسند احمد جلد3 ص314)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ.

میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھے۔ (ابن خزیمۃ جلد1 ص243)

فائدہ:

زیر ناف ہاتھ باندھنے کی کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے، رہی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ والی روایت:

السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ.

(سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف رکھا جائے)

تو یہ روایت ضعیف ہے۔ امام نووی نے (شرح مسلم جلد1 ص173) میں

کہا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن اسحاق واسطی ہے جس کے ضعیف ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اتفاق ہے۔

اسی طرح بیہقی اور حافظ ابن حجر نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، دیکھیں:

(نصب الرایۃ جلد 1 ص 314 اور فتح الباری)

دعائے استفتاح

پھر مذکورہ دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھ لے۔

1. اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِی وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِی مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ. اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.

(بخاری جلد 1 ص 103، مسلم جلد 1 ص 219)

ترجمہ:۔ اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرمادے جتنی دوری تو نے مشرق و مغرب میں کی ہے۔ اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے

گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

2. اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّأَصِیْلًا

ترجمہ :۔ اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، کثرت کے ساتھ صبح و شام ہم اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔

(مسلم جلد 1 ص 220 ابو داؤد جلد 1)

3. سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

ترجمہ :۔ اے اللہ تو پاک ہے ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور بابرکت ہے نام تیرا اور بلند ہے تیری بزرگی اور تیرے سوا کوئی معبود بالحق نہیں۔

(ترمذی جلد 1 ص 57۔ ابن خزیمہ جلد 1 ص 235۔ ابو داؤد جلد 1 ص 113۔ ابن ماجۃ)

قال الألباني: إسناده صحيح. (مشكوة ألباني جلد 1 ص 250)

اور مولانا عبدالرؤف صاحب (تخریج صلوٰۃ الرسول ص 346) میں فرماتے ہیں: صحیح حدیث ہے۔ صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں:

الظاهر أن هذا الحديث صحيح. یہ حدیث صحیح ہے۔

(مرعاۃ جلد 4 ص 208)

4. وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا.........إلى آخره (مسلم، ابو داؤد)

تعوذ

دعاءِ استفتاح کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے تعوُّذ پڑھیں۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِه.

(ابوداؤد جلد 1 ص 113)

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو سننے والا، جاننے والا ہے۔ مردود شیطان سے، اس کے وسوسے سے، تکبر سے اور اس کے جادو کی پھنکار سے۔

(اِسنادہ صحیح کما تقدم)

نوٹ: تعوذ کے صرف یہ الفاظ "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" ثابت نہیں ہیں، جیساکہ شیخ البانی فرماتے ہیں:

مجھے صرف ان الفاظ (أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ) سے اس حدیث کی کوئی اصل معلوم نہیں ہے۔

مولانا عبدالرؤف صاحب تخریج صلوٰۃ الرسول ص 350 میں فرماتے ہیں:

تعوذ کے بارے میں جن احادیث کا مجھے علم ہے ان سب ہی میں الرجیم کے بعد مذکورہ الفاظ کا اضافہ ہے۔

تسمیہ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَ أَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (بخاری جلد 1 ص 172)

بے شک نبی کریم ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نماز شروع کرتے تھے ﴿الحمد اللہ رب العالمین﴾ کے ساتھ، یعنی اونچی قرأت یہاں سے شروع کرتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْهَرْ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ لَا أَبُوْ بَكْرٍ وَ لَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ. (ابن خزیمۃ جلد 1 ص 250 نسائی)

بے شک اللہ کے رسول ﷺ اور ابو بکر، عمر، عثمان بسم اللہ الرحمن الرحیم جھراً (اونچی) نہیں پڑھتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسِرُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِي الصَّلٰوةِ وَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ. (ابن خزیمۃ جلد 1 ص 250، طبرانی کبیر جلد 1)

بے شک اللہ کے رسول ﷺ اور ابو بکر، عمر رضی اللہ عنھما نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سراً یعنی آہستہ پڑھتے تھے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اور خلفائے ثلاثہ بسم اللہ کو جہراً نہیں پڑھتے تھے، بلکہ سراً (آہستہ) پڑھتے تھے اس لئے بہتر اور افضل یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو سراً (یعنی آہستہ) پڑھا جائے۔

هذا ما عندى و الله أعلم بالصواب

سورۃ فاتحہ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

(مسلم جلد 1 ص 169، بخاری جلد 1 ص 104)

جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ. (بیہقی)

جس شخص نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ)) ؟قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!قَالَ: ((لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا)). وَفِيْ رِوَايَةٍلِأَبِيْ دَاوُدَ

قَالَ: ((وَأَنَا أَقُوْلُ: مَا لِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْاٰنُ فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ)).

ترجمہ :۔ کہ بے شک ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے، آپ ﷺ نے قرآن پڑھا پس آپ ﷺ پر پڑھنا بھاری ہو گیا، جب نماز سے آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا:

شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو ؟ ہم نے کہا: "ہاں" اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا:

سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں کہتا تھا (اپنے دل میں) کہ قرآن کا پڑھنا مجھ پر دشوار کیوں ہے ؟ (پھر میں نے جان لیا کہ تمہارے پڑھنے کی وجہ سے دشوار ہوا) پس جب میں پکار کر پڑھوں (جہری نماز میں) تو قرآن سے سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 119، ترمذی جلد 1 ص 69، ابن خزیمہ، ابن حبان)

اعتراض : اس حدیث میں محمد بن اسحاق مدلس راوی ہے۔

جواب : ابن خزیمہ ، ابن حبان ، احمد ، دار قطنی وغیرہ کے اندر انہوں نے تحدیث کی صراحت کی ہے۔

فائدہ : ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے، خواہ نماز فرضی ہو یا نفلی، نمازی امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلا۔

اعتراض : قرآن میں آتا ہے۔

﴿وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا﴾.

کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔ اس طرح حدیث کے اندر بھی آتا ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

((وإذا قرأ الإمام فأنصتوا)).

جواب : میرے بھائیو! خاموشی میں اختلاف نہیں ہے، اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہنا چاہئے، اختلاف پڑھنے اور نہ پڑھنے کا ہے۔ اور جو دلیل امام کے پیچھے نہ پڑھنے کی پیش کی گئی ہے اس میں أنصتوا کا ذکر ہے۔ جس کا معنی "خاموش رہو" ہے اور خاموشی کے اندر انسان

آہستہ پڑھ سکتا ہے جیسا کہ بخاری کے اندر حدیث آتی ہے کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

بابی أنت وأمي یا رسول الله إسكا تك بین التكبیر والقراءة ما تقول؟ قال: ((أقول اللهم باعد بیني))" إلى اخره.

میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ تکبیر اور قرأت کے دوران خاموشی میں کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں کہتا ہوں:

((اللهم باعد بیني))إلى آخره (بخاری جلد 1 ص 103)

معلوم ہوا خاموش رہنا جہر (اونچی پڑھنے) کے منافی ہے، آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ خاموش بھی ہیں اور اللهم باعد بیني دعا بھی پڑھ رہے ہیں۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے وضوء کیا، پس اچھا وضوء کیا، پھر جمعہ کیلئے آیا، پس اس نے سنا اور خاموش رہا، اس کے دس دنوں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے کنکری کو ہاتھ لگایا اس نے لغو کام کیا۔

(مسلم)

اور ایک حدیث میں آتا ہے :

((إذا قلت لصاحبك يوم الجمعة أنصت والإمام يخطب فقد لغوت)).

نبی ﷺ نے فرمایا : "جب تو جمعہ کے دن امام کے خطبے دینے کے دوران اپنے ساتھی کو کہے کہ تو خاموش ہو جا تو تُو نے لغو کام کیا"۔

میرے بھائیو! ایک طرف اتنی سختی ہے کہ آدمی کا خطبہ جمعہ کے دوران خود بولنا تو درکنار اپنے ساتھی کو بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خاموش رہ اور دوسری طرف نبی کریم ﷺ نے فرمایا جیسا کہ بخاری میں موجود ہے :

((إذا جاء أحدكم يوم الجمعة والإمام يخطب فلير كع ركعتين)).

"جب تم سے کوئی امام کے خطبہ دینے کے دوران آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھے۔ تو جو دو رکعتیں پڑھے گا وہ نماز میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھے گا، رکوع اور سجود میں تسبیحات بھی پڑھے گا۔

معلوم ہوا کہ خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا نہیں۔ دیکھو ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ خاموشی کا حکم دے رہے ہیں اور دوسری طرف دو رکعتیں پڑھنے کا بھی حکم دے رہے ہیں، معلوم ہوا کہ آدمی خاموش رہ کر پڑھ سکتا ہے۔

صحیح مسلم میں حدیث آتی ہے، ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے نماز پڑھی اور نماز میں سورۃ

فاتحہ نہ پڑھی، پس وہ نماز ناقص ہے کہا، اس کو تین مرتبہ، پوری نہیں"۔
ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، بے شک ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں ؟ تو
ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"پڑھ تو اس کو آہستہ"۔

ثانیاً: اگر چند منٹ کے لئے تسلیم کر بھی لیا جائے کہ فأنصتوا کا معنی ہے "نہ پڑھو" تو خود احناف کا عمل اس کے برعکس ہے، مثلاً

ا-فجر کی نماز باجماعت ہو رہی ہو، امام قرأت کر رہا تو صف کے پیچھے سنتیں پڑھنا
احناف کی معتبر کتاب ہدایۃ میں لکھا ہے:

ومن انتهى إلى الإمام في صلوة الفجر إن خشي أن تفوتهٗ ركعته ويدرك الأخرى يصلي ركعتي الفجر عند باب المسجد.

اور جو آیا امام کی طرف فجر کی نماز میں (ابھی اس نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں) اگر اسے ڈر ہو کہ ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور دوسری کو وہ پالے گا تو فجر کی سنتیں مسجد کے دروازہ کے پاس پڑھ لے۔

(ھدایۃ ص111)

میرے بھائیو!

(ا) اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہے تو مقتدی امام کی قرأت کے وقت

سنتیں کیوں پڑھ رہا ہے ؟

(ii) احناف کی یہ بات بالکل حدیث کے مخالف ہے، حدیث میں آتا ہے کہ فرضی نماز ہو رہی ہو تو سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں۔ (مسلم)

مگر حنفیہ پڑھتے ہیں۔

۱-احناف کا مسئلہ عجیب ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں تو اس وقت کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے خاموش رہنا چاہئے اس لئے کہ قرآن خاموشی سے سننا چاہئے، اور جب اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ فرضی نماز ہو رہی ہو تو اور کوئی نماز نہیں ہوتی تو اب کہتے ہیں کہ فجر کہ سنتیں پڑھ لو، اب خاموشی کہاں گئی ؟

۲-امام قرأت کر رہا ہو تو بعد میں آنے والا حنفیوں کے نزدیک ثناء پڑھ کر شامل ہو جائے، اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہے تو پھر بعد میں آنے والا ثناء کیوں پڑھے گا ؟ عجیب بات ہے کہ جب سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا مسئلہ آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو اور خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ نہ پڑھو۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ امام قرأت کر رہا ہو تو بعد میں آنے والا ثناء پڑھ لے، کیوں ؟

۳-امام قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کا اللہ أکبر کہہ کر نماز میں شامل

ہوتا، ہم ان سے پوچھتے ہیں:

اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہے تو اب بعد میں آنے والا اللہ اکبر کیوں کہتا ہے؟ حالانکہ امام قرآن پڑھ رہا ہے؟

احناف اگر اس کا جواب یہ دیں کہ جی! یہ تو حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنی چاہئے تو ہم کہتے ہیں، تو کیا یہ حدیث میں نہیں آتا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟ علامہ ابن نجیم حنفی عیدین کی تکبیرات کے بارے فرماتے ہیں:

میں من فاتته أول الصلوٰة مع الإمام يكبر في الحال و يكبر برأى نفسه.

جو شروع نماز میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے وہ اب تکبیریں کہے۔

(البحر الرائق جلد 2 ص 174)

امام عیدین کی نماز میں قرأت کر رہا اور حنفی تکبیر کہہ رہا ہے!۔

اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہی ہے تو بقول ان کے تو اب اس صورت میں حنفی تکبیریں کیوں کہہ رہا ہے؟ حالانکہ امام قرآن پڑھ رہا ہے اور اللہ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تم خاموش رہو۔

ثالثاً: احناف ﴿و إذا قرئ القرآن﴾ سے استدلال نہیں کر سکتے، اس لئے

کہ اصول فقہ حنفیہ کی مشہور کتب میں لکھا ہے:

﴿و إذا قرئ القران﴾ اور ﴿فا قرء وا ما تيسر من القران﴾.

ان دو آیات میں تعارض ہے اور اصول ہے کہ تعارض کے وقت آیات ساقط عن الاحتجاج ہو جاتی ہیں۔

(نور الانوار ص194، توضیح مع التلویح جلد2 ص241)

اعتراض : حدیث میں آتا ہے:

((من كان له إمام فقراء ة الإمام له قراء ة)).

جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

جواب : یہ روایت ضعیف ہے۔

اولاً : اس روایت میں جابر جعفی ہے جو ضعیف ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا لقيت فيمن لقيت أكذب من جابر الجعفي.

جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

(تخریج الزیلعی ص248 حاشیہ ابن ماجہ)

علامہ سندھی فرماتے ہیں:

و في الزوائد، في إسناده جا بر الجعفي كذاب.

یعنی کتاب الزوائد میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ والی روایت کی سند میں جابر جعفی ہے جو کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ضعیف ہے"۔ (تقریب ص53)

ثانیا: امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هذا الخبر لم يثبت عند أهل العلم من أهل الحجاز و أهل العراق و غيرهم

لا رساله و انقطاعه.

یہ خبر اہل علم کے نزدیک ثابت نہیں ہے، مرسل اور منقطع ہونے کی وجہ سے۔

(جزء القراءة)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقدروى هذا الحديث من طرق ولا يصح شئ منها عن النبى ﷺ

یہ روایت کئی سندوں کے ساتھ منقول ہے، جن میں سے کوئی ایک بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

(ابن کثیر ج1 ص12)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

حدیث ((من كان له إمام فقرائة الإمام له قراء ة)) مشهور من حديث جابر، وله طرق عن جماعة من الصحابة و كلها معلولة.

یعنی یہ حدیث جابر کی مشہور ہے اور اس کی کئی سندیں ہیں لیکن تمام کی تمام معلول ہیں۔ (تلخیص جلد 1 ص 232)

علامہ عبدالحی حنفی رحمہ اللہ کا بیان

لم يرد في حديث مرفوع صحيح النهي عن القراء ة خلف الإمام، و كل ما ذكروه مرفوعاً فيه إما لا أصل له و إما لا يصح. (التعليق الممجد)

یعنی کسی مرفوع صحیح حدیث میں مقتدی کیلئے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی اور علماء احناف جتنی احادیث پیش کرتے ہیں یا تو ان کا کوئی اصل نہیں، یا وہ صحیح نہیں۔

آمین کا مسئلہ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾. قَالَ :((آمِيْنَ)). وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین کہتے، تو بلند آواز کے ساتھ آمین کہتے۔

(ابوداؤد جلد 1 ص134)

عطاء بن رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أدركت مائتين من أصحاب النبي ﷺ في هذا المسجد، يعني مَسْجِدَ الْحَرَام

إذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ رَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِآمِيْنَ.

میں نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو پایا اس مسجد حرام میں، جب امام ولا الضالین کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے۔

(بیہقی جلد 2 ص59، ابن حبان)

* اس حدیث میں "رفعوا أصواتهم بآمین" کے الفاظ ابن حبان کے ہیں اور بیہقی میں "لھم رجة بآمین" (آمین سے ان کی آواز گونج جاتی) کے الفاظ ہیں۔

أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَآءَهُ حَتّٰى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدیوں نے اتنی بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی۔

(بخاری جلد 1)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا حَسَدَتكُمُ الْيَهُوْدُ عَلىٰ شَيْءٍ مَا حَسَدَتكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّامِينِ.
یہودی جتنا سلام اور آمین سے حسد کرتے ہیں اتنا کسی اور شئ پر حسد نہیں کرتے۔

(ابن خزیمۃ جلد 1 ص 288، ابن ماجہ ص 62)

اور بیہقی میں

((عَلىٰ قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ آمِيْن)).

کے الفاظ ہیں، یعنی امام کے پیچھے آمین کہنے پر یہودی جتنا حسد کرتے ہیں اتنا کسی چیز پر نہیں کرتے۔

فائدہ: اگر کوئی اعتراض کرے کہ ترمذی میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے آمین کے ساتھ اپنی آواز پست کی، یعنی آمین آہستہ کہی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

آمین پست آواز سے کہنے کے الفاظ ذکر کرنے میں امام شعبہ سے غلطی ہوئی ہے۔ جیسا کہ امام بخاری دار قطنی اور ابوزرعۃ اور دیگر حفاظ حدیث نے کہا ہے۔

(ترمذی جلد 1 ص 58، تلخیص الحبیر جلد 1 ص، دارقطنی، بیہقی، نصب الرایۃ)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی فرماتے ہیں:

یہ (آمین پست آواز سے کہنے کے الفاظ میں) شعبہ سے غلطی ہوئی۔

والصحيح فجهر بها.

اور مزید فرماتے ہیں کہ " فجھر بھا. (آپ ﷺ نے امین اونچی آواز سے کہی) کے الفاظ صحیح ہیں۔ (عمدۃ الرعایۃ)

خلاصہ : مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدی جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے کہیں گے اور آمین اونچی نہ کہنے کی کوئی ایک بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے۔

﴿فأتوا برهانكم إن كنتم صادقين﴾.

نماز کی مسنون قرأت

منفرد نمازی جہاں سے چاہے اور جتنا چاہے سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پڑھ سکتا ہے، البتہ امام کو نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إذا صلّى أحدكم للناس فليخفف فإن فيهم السقيم والضعيف والكبير وإذا صلّى أحدكم لنفسه فليطول ماشاء)).

جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو (قراءت میں) تخفیف کرے، اس لئے کہ مقتدیوں میں بیمار، کمزور اور بوڑھے انسان بھی ہو

تے ہیں۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص اکیلا نماز ادا کر رہا ہو تو وہ جس قدر چاہے قراءت لمبی کرے۔ (بخاری، مسلم)

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان معاذ بن جبل يصلي مع النبي .... ثم يأتي فيؤ م قومه..... إلى آخره.

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی امامت میں (عشاء کی) نماز ادا کرتے، پھر اپنے قبیلے میں آتے ان کی امامت کراتے، پس معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک رات نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی، پھر اپنی قوم میں آئے، ان کی امامت کرائی اور سورۂ بقرہ کی قرآت شروع کر دی۔

ایک شخص (صف سے) نکلا اور نماز توڑ کر اکیلے نماز ادا کی اور چلا گیا، لوگوں نے اس سے کہا: کیا تم منافق ہو گئے ہو؟ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دونگا، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم آبپاشی کرنے والے ہیں، دن بھر کام کرتے رہتے ہیں اور بے شک معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے، پس اس نے (نماز میں) سورۃ بقرۃ پڑھنی شروع کر دی، پس آپ ﷺ معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور (ڈانٹ پلاتے ہوئے)

فرمایا:

اے معاذ! کیا تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے؟(یعنی لمبی لمبی نماز پڑھا کر کیا تو لوگوں کو دین سے، نمازوں سے دور کرنا چاہتا ہے؟)

فائدہ: 1-جہری نمازوں میں جن رکعات میں امام اونچی قرأت کرتا ہے، مقتدی سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھ سکتا، جیسا کہ ابو داؤد میں حدیث آتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب میں جہری قرأت کروں (یعنی قرآن اونچی آواز سے پڑھوں) تم کچھ نہ پڑھو سوائے سورۃ فاتحہ کے۔

2-امام کو سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعتوں میں قرآن کی کوئی دوسری سورت یا سورت کا حصہ پڑھنا چاہئے اور پچھلی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ۔

دلیل: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ.

ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، اس کے ساتھ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ۔

(بخاری جلد 1 ص 107)

اور (مسلم جلد1 ص185) میں ظہر اور عصر دونوں ذکر ہیں، یعنی ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ، ظہر اور عصر کی نماز میں مقتدی کے لئے بھی یہی قاعدہ ہے:

(ابن ماجہ باب القرأت خلف الإمام) میں حدیث آتی ہے، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كنا نقرأ في الظهر و العصر خلف الإمام في الركعتين الأولين بفاتحة الكتاب و سورة، و في الأخريين بفاتحة الكتاب.

کہ ہم ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

3-اگر ظہر اور عصر کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد اور کوئی سورت یا سورت کا کچھ حصہ پڑھ لے تو یہ بھی مسنون ہے۔

دلیل: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں پندرہ آیات کے برابر قرأت فرماتے۔

(مسلم جلد1 ص186)

معلوم ہوا کہ آخری دونوں رکعتوں میں سورت کے بعد قرأت مسنون ہے۔

ابو عبداللہ الصنابحی نے امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مغرب کی تیسری رکعت میں ﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ (موطا امام مالک)

جہری نمازوں میں قرآنی آیات کا جواب دینا

ہماری مساجد میں جو یہ مروج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ (امام اور مقتدی) ان آیات کا جواب دیتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

ہاں اگر صرف امام ان آیات کا جواب دے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث آتی ہے:

حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَ إِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ.

کہ آپ ﷺ جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ تسبیح کہتے اور جب سوال والی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت سے گزرتے تو آپ ﷺ پناہ پکڑتے۔

ابن خزیمۃ، احمد اور حاکم میں حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعض نماز میں

((اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا)).

کہتے۔

تو ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جو آدمی قرأت کرے وہ جواب دے، نماز کی حالت میں مقتدی کا قرآن سن کر جواب دینا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

نوٹ: ((اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا)) یہ کلمات سورۃ غاشیہ کے اختتام پر کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ حدیث میں صرف اتنا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نماز میں یہ کلمات کہتے ہوئے سنا۔

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کلمات بطور دعا پڑھے ہونگے۔

هذا ما عندی، واللہ أعلم بالصواب .

اعتراض : جابر رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ پر سورۃ رحمٰن تمام پڑھی اور صحابہ خاموش رہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سورت میں نے جنوں پر پڑھی، تو وہ تم سے جواب دینے میں اچھے تھے، جب ہر بار میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾.

تو وہ جواب میں کہتے:

(لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ).

اعتراض کرنے والے کہتے ہیں: دیکھو اس حدیث میں آیا کہ اللہ کے رسول نے پوری سورۃ رحمٰن صحابہ رضی اللہ عنہم پر تلاوت کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب نہ دیا، تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹا اور جنوں کی تعریف کی۔

جواب: اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں کہ بحالت نماز کا واقعہ ہے، بلکہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تلاوت عام حالت میں تھی نماز میں نہیں جیسا کہ ترمذی میں حدیث آتی ہے:

(خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ).

کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور ان پر

سورۃ رحمٰن تلاوت کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تلاوت نماز کی حالت میں نہ تھی۔

هذاما عندى، والله أعلم بالصواب.

رکوع و سجود کا بیان

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا، جو رکوع و سجود پورا نہیں کرتا تھا۔جب اس نے نماز کو ختم کیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور اسے کہا:

مَا صَلَّيْتَ وَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ.

کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، اگر تو فوت ہو جاتا تو اس فطرت (دین) کے غیر پر فوت ہوتا جس (فطرت) پر اللہ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا ہے۔

(بخاری جلد1 ص109)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ)).

آدمی کی نماز نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھی نہ کرے۔

(ابو داؤد جلد 1 ص 124، ترمذی جلد 1 ص 61)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أسوأ الناس سرقة الذي يسرق من صلاته)). قالوا: يا رسول الله! وكيف يسرق من صلاته؟ قال: ((لا يتم ركوعها ولا سجودها)).

بدترین چور نماز کا چور ہے۔ انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! نماز کی چوری کیسے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کا چور وہ ہے جو رکوع و سجود پورا نہیں کرتا۔

(مسند احمد جلد 5 ص 310)

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد مین داخل ہوا، جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے کونے میں تشریف فرماتھے، اس شخص نے نماز ادا کی پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے السلام علیکم کہا، رسول اللہ ﷺ نے (جواب میں) وعلیک السلام کہا اور فرمایا:

((ارجع فصل فإنك لم تصل)).

واپس جاؤ، نماز ادا کرو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ واپس گیا اس نے نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا، آپ ﷺ نے (جواب میں) وعلیک السلام کہا اور فرمایا:

((ارجع فصل فإنك لم تصل)).

واپس جاؤ، نماز ادا کرو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔

چنانچہ اس شخص نے تیسری دفعہ یا اس کے بعد عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے نماز (ادا کرنے کے) کی تعلیم دیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ))...... إلى آخره

جب تیرا ارادہ نماز ادا کرنے کا ہو تو ٹھیک وضوء کر، پھر قبلہ رخ کھڑے ہو اور اللہ اکبر کہہ، پھر جس قدر قرآن پاک (بعد از فاتحہ) کی آسانی سے تلاوت ہو سکے تلاوت کر، پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کر، پھر رکوع سے سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جا، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جا، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر، پھر سجدہ سے سر اٹھا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جا۔ (بخاری جلد 1 ص 109)

فائدہ: اس شخص نے رکوع سجود تو کیا تھا لیکن تعدیلِ ارکان نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز کو آپ ﷺ نے کالعدم قرار دیا۔ معلوم ہوتا ہے ارکان میں اطمینان اور تعدیل فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

رکوع (شرعاً) صرف سر جھکانے کا نام نہیں، اسی طرح سجدہ صرف زمین پر پیشانی رکھنے کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ اطمنان بھی فرض ہے۔

نعمان بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنھم سے

پوچھا:

شرابی، زانی اور چور کے متعلق تمھارا کیا گمان ہے؟ (اس کا گناہ کتنا ہے؟) صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

یہ کبیرہ گناہ ہیں اور ان میں سزا بہت ہے اور (کان کھول کر) سنو! بہت بڑی چوری اس آدمی کی ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ نے کہا، وہ کس طرح۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

جو نہ پورا کرے نماز کا رکوع اور سجدہ۔ (موطا امام مالک)

رکوع کا طریقہ

1- رکوع جاتے وقت ہاتھوں کو کندھوں تک یا کانوں تک اٹھائے اور الله أكبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اسی طرح کرتے جب آپ ﷺ رکوع کیلئے تکبیر کہتے۔

(بخاری جلد 1 ص 102)

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ.

کہ نبی کریم ﷺ اللہ اکبر کہتے، جس وقت آپ ﷺ رکوع کرتے۔

(بخاری)

2-رکوع کی حالت میں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

ابی حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ.

کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔

(ابو داؤد جلد 1 ص 106)

رکوع کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں آپ کے گھٹنوں پر یوں رکھی ہوئی ہوتی تھی جیسا کہ آپ ﷺ نے گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہے۔

(ترمذی جلد 1 ص 60)

3-رکوع کی حالت میں انگلیوں کے درمیان فاصلہ رکھیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَكَعَ فَرَّجَ أَصَابِعَهُ.

بے شک نبی کریم ﷺ جب رکوع کرتے اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی

ڈالتے۔ (ابن خزیمۃ جلد 1 ص 301)

2- دونوں ہاتھوں کو تان کر رکھیں، ذرا خم نہ ہو۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَتَّرَ يَدَيْهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں (یعنی بازوؤں) کو تان کر رکھا (بالکل سیدھا رکھا) (ابو داؤد جلد 1 ص 107)

5- رکوع کی حالت میں کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھیں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ.

پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔

(ترمذی جلد 1 ص 60، ابو داؤد جلد 1 ص 107)

6- رکوع میں پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھیں اور سر کو پیٹھ کے برابر رکھیں، سر نہ زیادہ نیچے ہو اور نہ زیادہ اونچا ہو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ.

اور جب آپ ﷺ رکوع جاتے نہ اپنے سر کو اونچا رکھتے اور نہ زیادہ نیچا کرتے، بلکہ

اس (ان دونوں صورتوں) کے درمیان رکھتے۔

(مسلم جلد 1 ص 194)

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

وَامْدُدْ ظَهْرَكَ.

(ابو داؤد جلد 1 ص 125)

جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ اور اپنی کمر کو (مکمل) پھیلا۔

ابوبرزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَوْ صُبَّ عَلٰى ظَهْرِهِ مَاءٌ لَاسْتَقَرَّ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے (تو اپنی پیٹھ اتنی سیدھی رکھتے کہ) اگر آپ ﷺ کی پشت پر پانی ڈالا جاتا تو البتہ ٹھہرا رہتا۔

(طبرانی)

رکوع کی دعائیں

1- رسول اللہ ﷺ رکوع میں تین بار یہ دعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ .

(ابو داؤد جلد 1 ص 127، دار قطنی، بیہقی)

2- حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے :

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ .پاک ہے میرا رب عظمت والا۔

(مسلم جلد 1 ص 264)

اس دعا کو زیادہ بار پڑھنا بھی جائز ہے، ایک بار تو آپ ﷺ نے رات کے نوافل میں اس قدر تکرار کیا کہ آپ ﷺ کا رکوع آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا اور قیام میں آپ ﷺ نے تین لمبی صورتیں تلاوت فرمائی تھیں، یعنی آپ ﷺ یہ دعا رکوع میں بار بار پڑھتے رہے۔ (مسلم جلد 1 ص 264)

3- عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ یہ دعا رکوع اور سجود میں اکثر پڑھا کرتے تھے :

((سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ)).

پاک ہے تو اے اللہ، ہمارے رب! میں تیری تعریف کرتا ہوں، اے اللہ مجھے بخش دے۔ (مسلم جلد 1 ص 192، واللفظ لہ، بخاری جلد 1 ص 109)

4- عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے :

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ)).

بہت پاک ہے، بہت مقدس ہے، فرشتوں اور روح (جبرئیل) کا رب۔

(مسلم جلد 1 ص 192)

5-((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ)) الی آخرہ (مسلم)

6-((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ)) الی آخرہ (نسائی)

نوٹ: یہ بات مشہور ہے کہ اگر تین بار سے زیادہ تسبیحات پڑھنی ہوں تو طاق پڑھنی چاہئیں لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنا منع ہے

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا)).

خبردار مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(مسلم جلد 1 ص 191)

قومے کا بیان

جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس وقت بھی رفع الیدین کرے۔ (بخاری و مسلم)

مزید تفصیل گزر چکی ہے۔

فائدہ : چار مقامات پر رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے :

1- نماز شروع کرتے وقت

2- جب آپ ﷺ رکوع کرتے

3- اور جب رکوع سے سر اٹھاتے

4- اور جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے۔

(بخاری جلد 1 ص 102)

رکوع سے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے یہ کلمات پڑھیں

((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)).

اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

پھر یہ کلمات کہیں :

((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)).

اے ہمارے رب تیرے ہی لئے تعریف ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)).

کہا۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ جلد 1 ص 75)

اور ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں :

((رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ)). (بخاری)

اور ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں :

((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ)). (بخاری جلد 1 ص 109)

خلاصہ : ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)). کہہ لے یا ((رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ)). کہہ لے یا ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ)). کہہ لے، تینوں طرح جائز اور ثابت ہے یا ((رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ)). کہہ لے۔

ترجمہ :۔ ”اے ہمارے رب تیرے ہی واسطے تعریف ہے بہت زیادہ پاکیزہ جس میں برکت ڈال دی گئی۔“

رفاعہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)). کہا، پس ایک مقتدی نے یہ کلمات کہے : ((رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ)). جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا : یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ ایک شخص نے کہا، اے اللہ کے رسول ! میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : میں نے تیس فرشتوں سے زائد فرشتے دیکھے جو ایک دوسرے

سے سبقت لے جانے میں کوشاں تھے کہ کون ان کلمات کو پہلے تحریر کرے۔
(بخاری جلد 1 ص 110)

ابو داؤد، نسائی وغیرہ میں

((رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ)). کے بعد

((مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى)). کے الفاظ بھی ہیں۔

یا یہ دعا پڑھ لے:

((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَ مِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)). (مسلم جلد 1 ص 190)

اسی طرح کی ایک اور دعا بھی مسلم میں آتی ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَ كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)).

ترجمہ:۔ اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے بھر اؤ کے برابر جو تو چاہے، اے ثناء و بزرگی والے! جو کچھ اس بندے نے کہا تو ہی اس کا حقدار ہے اور ہم سب تیرے بندے

ہیں، اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی شان والے کو اس کی شان تیرے ہاں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ (مسلم جلد1 ص190)

فائدہ : امام ہو یا مقتدی دونوں ہی ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)). کہیں گے۔

1-ایک آدمی نے جلدی جلدی نماز پڑھی، رکوع و سجود صحیح نہ کیا، اس کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

کسی انسان کی نماز پوری نہیں ہوتی حتی کہ وہ اچھی طرح سے وضوء نہ کرلے، پھر تکبیر تحریمہ کہے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے اور قرآن سے قرأت کرے پھر ((سمع الله لمن حمده)) کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے......إلی آخرہ (ابو داؤد جلد1 ص124)

اس حدیث کے اندر آپ ﷺ نے ((سمع الله لمن حمده)) کے کہنے کا ہر نمازی کو حکم دیا ہے خواہ وہ مقتدی ہو یا امام ہو۔

2- نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)).

کہ نماز اسی طریقے سے ادا کرو جس طرح تم مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (بخاری)

اور کتب احادیث کے اندر موجود ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

ان دو احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ امام ہو یا مقتدی دونوں ہی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (وغیرہ) کہیں گے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام کو حکم دیا ہے کہ نماز میرے طریقے کے مطابق پڑھو!

اور رسول اللہ ﷺ یہ کلمات: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے۔

محقق عصر علامہ ناصر الدین البانی نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔

(صفة الصلوة)

اعتراض: بعض لوگ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب امام کہے: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) تم کہو ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی صرف ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)). کہے گا۔

جواب: اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ امام صرف "تسميع" ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے اور مقتدی صرف "تحميد" (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہے، کیونکہ اس حدیث میں امام کے لئے تحمید اور مقتدی کے

تسمیع (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ) کی نفی نہیں کی گئی، بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی کا ربنا ولك الحمد کہنا امام کے سمع الله لمن حمده کے بعد ہو، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

"جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو"۔

تو کیا مقتدی ولا الضالین نہیں کہے گا کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ تم آمین کہو؟ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم صرف آمین کہو اور ولا الضالین نہ کہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا آمین کہنا امام کے ولا الضالین کہنے کے بعد ہو۔

(هكذا قال الحافظ في الفتح)

(مرعاۃ جلد 3 ص 188، تحفہ الاحوذی جلد 1)

رکوع سے امام کے سر اٹھانے سے پہلے سر نہ اٹھائیں

ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ)).

کیا ڈرتا نہیں ہے وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ اللہ اس کے سر کو

گدھے کے سر میں تبدیل کردے۔(ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں تبدیل کردے)

(مسلم جلد 1 ص 181، بخاری جلد 1)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((إذا رفع فار فعوا))

جب امام رکوع سے سر اٹھالے پھر تم رکوع سے سر اٹھاؤ۔

(بخاری جلد 1 ص 111، مسلم جلد 1)

رکوع کے بعد اطمینان سے کھڑے ہونا

ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَفَعَ النَّبِيُّ وَاسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهٗ.

کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ریڑھ کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آئی۔ (بخاری جلد 1 ص 110)

ایک روایت میں یوں ہے ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إذا رفع رأسه من الركوع رفع يديه ثم يمكث قائما حتى يقع كل عظم في موضعه ثم يهبط ساجدا و يكبر.

کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے پھر کچھ دیر کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی۔ (ابن ابی شیبۃ جزء1 ص235)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُودُهُ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

کہ نبی کریم ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے اٹھ کر بعد کا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ (یہ چاروں چیزیں) تقریباً برابر ہوتی تھیں۔

(بخاری جلد1 ص110، مسلم جلد1 ص189، واللفظ للبخاری)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ :سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ.

کہ نبی کریم ﷺ جب سمع الله لمن حمده کہتے، تو آپ ﷺ کا قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونا) اتنا لمبا ہوتا حتی کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ (مسلم جلد1 ص189)

مگر آج کل کے مسلمان رکوع کے بعد کھڑا ہونا تو در کنا، پیٹھ سیدھی کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

ایک آدمی نے جلدی جلدی نماز پڑھی، رکوع اور سجود صحیح طریقہ سے نہ کیا، نبی کریم ﷺ نے اس کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا)) (وفی روایۃ) ((حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا)).

پھر رکوع سے سر اٹھا یہاں تک کہ (قومہ میں) سیدھا کھڑا ہو جا، پھر سجدہ کر۔

(بخاری جلد1 ص109)

سجدہ

1- پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے۔

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ.

کہ رسول اللہ ﷺ اللہ اکبر کہتے، جب سجدے کے لئے جھکتے۔

(بخاری جلد1 ص109، مسلم جلد1 ص169)

2- رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے رہنا ہے، جب تک امام سجدہ کیلئے زمین پر سر نہ رکھ لے، پھر جھکنا شروع کرنا ہے، جب تک امام زمین پر سر نہ رکھے مقتدی کو چاہئے کہ وہ سیدھا کھڑا رہے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْأَرْضِ.

ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے پس جب آپ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (یعنی رکوع سے سر اٹھاتے) ہم میں سے کوئی ایک اپنی پیٹھ کو نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنا ماتھا زمین پر رکھ لیتے۔

(بخاری جلد 1 ص 112، ترمذی جلد 1 ص 63)

3. سجدہ کیلئے گرتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھیں۔

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ:((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب تم سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھے۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 122، نسائی جلد 1 ص 129)

فائدہ : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھنے چاہئیں، باقی جس روایت میں آتا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے" (ابوداؤد، نسائی) تو یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں شریک بن عبداللہ قاضی ضعیف راوی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

صدوق يخطئ كثيراً تغير حفظه (تقریب ص145)

صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں :

فهذه الطرق الثلاث كلها ضعيفة. (مرعاۃ جلد1 ص217)

کہ اس روایت کی تین سندیں آتی ہیں جو کہ تمام کی تمام ضعیف ہیں۔

ناصر الدین البانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

فالحدیث ضعیف . یہ روایت ضعیف ہے۔(مشکوۃ البانی جلد1 ص282)

مزید تفصیل کیلئے "مرعاۃ" اور "تخریج صلوۃ الرسول از مولانا عبدالرؤف" دیکھیں۔

4-سات اعضاء پر سجدہ کریں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَ الرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ)).

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سجدہ کروں سات اعضاء پر، پیشانی پر اور اپنے ہاتھ کے ساتھ ناک کے طرف اشارہ کیا (یعنی پیشانی اور ناک دونوں کو ایک شمار کیا) اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کے پنجوں پر۔

(بخاری جلد1 ص112، مسلم جلد1 ص193)

5-(الف) سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ سَجَدَ وَ وَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اپنا چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 105)

مسلم (جلد 1 ص 173) میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔

(ب) سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھنا بھی مسنون ہے۔

ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہتھیلیوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 107، ترمذی جلد 1 ص 62)

خلاصہ: سجدے میں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھ لے، یا کانوں کے برابر رکھ لے، دونوں طرح درست ہے۔

6- سجدے میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملالے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ إِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهُ.

بے شک نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی (ہاتھ کی) انگلیوں کو ملا لیتے۔

(ابن خزیمہ جلد 1 ص 324، حاکم، بیہقی)

7- ہاتھوں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھیں۔

اِسْتَقْبَلَ بِكَفَّيْهِ وَ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ.

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو اور انگلیوں کو قبلہ رخ کیا۔ (بیہقی)

8- سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رخ کریں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ کئے۔

(بخاری جلد 1 ص 114، ابو داود جلد 106)

9- سجدے میں قدموں کو کھڑا رکھیں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ.

کہ میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے تلوؤں پر لگا، آپ ﷺ سجدہ کر رہے تھے اور آپ ﷺ کے قدم مبارک کھڑے تھے۔

(مسلم جلد 1 ص 192، نسائی جلد 1 ص 130)

10- سجدے میں ایڑیوں کو ملا لے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

فَوَجَدْتُهُ سَاجِدًا رَاصًّا عَقِبَيْهِ.

کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ میں اپنی دونوں ایڑیوں کو ملائے ہوئے پایا۔

(ابن خزیمہ جلد 1 ص 328، حاکم)

11- سجدہ میں دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھیں۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ)).

جب تو سجدہ کرے پس اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے اور کہنیوں کو اٹھا کر رکھ (بلند رکھ)۔ (مسلم جلد 1 ص 194)

12- سجدے میں بازو زمین پر نہ بچھائیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ.

اور تم میں سے کوئی ایک سجدے میں اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

(بخاری جلد 1 ص 113، مسلم جلد 1 ص 193، ترمذی جلد 1 ص 63)

فائدہ: کئی عورتیں سجدہ میں بازو بچھا لیتی ہیں، یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے

۔مرد ہو یا عورت رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سجدہ کی حالت میں زمین پر بازو نہیں بچھانے چاہیں۔

13- سجدے میں ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھیں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَيُجَا فِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ .

کہ آپ ﷺ (سجدہ میں) اپنے بازو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔

(ابوداؤد جلد1 ص106، ترمذی جلد1 ص61، نسائی جلد1 ص130)

عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھوں کے درمیان کشادگی کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی تھی، یعنی نظر آتی تھی۔

(مسلم جلد1 ص194)

14- سجدے میں پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھیں اور رانوں کے درمیان فاصلہ رکھیں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی رانوں کے درمیان کشادگی

کرتے، اپنے پیٹ (کے بوجھ) کو اپنے رانوں پر نہ ڈالتے۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 107)

فائدہ: بہت سی عورتیں پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور دونوں قدموں کو زمین پر کھڑا نہیں کرتیں، حالانکہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ مرد ہو یا عورت سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا چاہئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا۔

15- سجدے میں پیٹھ کو بالکل سیدھی رکھیں۔

ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ)).

اس انسان کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔

(ترمذی جلد 1 ص 61، ابن ماجہ ص 62، ابوداؤد جلد 1 ص 124، نسائی جلد 1 ص 131)

16- اطمینان سے سجدہ کریں۔

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً)).

پھر تو سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (مکمل) کر۔ (بخاری جلد 1 ص 109)

مکمل تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

نوٹ : سجدے کا طریقہ مرد و عورت کیلئے یکساں ہے، عورت کیلئے الگ طریقہ کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

سجدے کی دعائیں

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھتے :

((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى)). (مسلم جلد 1 ص 262)

ترجمہ : پاک ہے میرا اونچا اور بلند رب۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو یہ دعا (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى) تین بار پڑھتے۔

(ابن ماجۃ، باب التسبیح فی الرکوع والسجود)

فائدہ : تین مرتبہ سے زیادہ پڑھنا بھی مسنون ہے، کبھی یہ دعاء رسول اللہ ﷺ رات کے نوافل میں اس قدر کثرت سے پڑھتے کہ آپ ﷺ کا سجدہ قریب قریب قیام کے برابر ہو جاتا۔ (مسلم جلد 1 ص 264)

2-عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کثرت کے ساتھ یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)).

پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور میں تیری تعریف کرتا ہوں، اے اللہ! مجھے معاف فرما۔ (بخاری جلد 1 ص109، مسلم جلد 1 ص192)

3-عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھتے:

((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَ الرُّوْحِ)).

بہت پاک ہے، نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح (جبرئیل) کا رب۔

(مسلم جلد 1 ص192)

اسی طرح کچھ اور بھی دعائیں ہیں، اختصار کیلئے صرف انہیں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فائدہ: سجدے کی کچھ دعائیں بہت سی کتب کے اندر نقل ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں، مثلاً

1- سبحان ذی الملك و الملكوت سبحان ذی العزة والجبروت سبحان الحی الذی لا یموت أعوذ.........إلی آخره

تحقیق: یہ روایت ضعیف ہے۔

(أ) اس روایت کی سند میں عبد المالک راوی ضعیف ہے اور یہ اسے بیان کرنے میں متفرد ہے۔

(ب) عبد المالک سے اس کو اسحاق فروی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی متکلم فیہ ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت غریب بلکہ منکر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 475)

2. اللهم سجدلك سوادى و خيالي و امن بلك فؤادى أبوء بنعمتك علي وهذا ما جنيت على نفسي يا عظيم يا عظيم ....إلى آخره

تحقیق : یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

یہ دعاء ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت میں حمید اعرج راوی متروک ہے۔ كما قال الذهبي رحمه الله

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حمید اعرج راوی کو ضعیف کہا ہے۔ (تقریب ص 85)

عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں محمد بن تمیم خضرمی راوی منکر الحدیث ہے۔ (کما قال البخاری وابو حاتم)

امام نسائی نے اس کو متروک کہا ہے، ابن معین نے ایک روایت میں

اس کو کذاب (بہت بڑا جھوٹا) کہا ہے۔

دو سجدوں کے درمیان جلسہ

1. اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھائے۔

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ.

کہ رسول اللہ ﷺ پھر اللہ اکبر کہتے، جس وقت آپ ﷺ اپنا سر سجدے سے اٹھاتے۔ (بخاری جلد 1 ص 110، مسلم جلد 1 ص 169)

بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَىٰ.

کہ رسول اللہ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے۔

(مسلم جلد 1 ص 195)

ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا.

کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو موڑ کر (یعنی بچھا کر)

اس پر بیٹھ جاتے۔

(ابو داؤد جلد 1 ص 106، ابن خزیمہ جلد 1 ص 337)

3- دونوں قدموں کو کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا بھی درست ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ.

کہ یہ (إقعاء علی القدمین) تمہارے نبی علیہ ﷺ کی سنت ہے۔

(مسلم جلد 1 ص 202، ابن خزیمہ جلد 1 ص 339)

4- دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کریں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَ اسْتِقْبَالُهٗ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى.

نماز کی سنت سے ہے، دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا اور دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

(نسائی جلد 1 ص 136)

ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ أَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلٰى قِبْلَتِهٖ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 107)

قال صاحب المرعاة: وجه أطراف أصابع رجله اليمنى إلى القبلة.

(مرعاۃ جلد 3 ص 72)

5-ہاتھوں کو رانوں پر یا گھٹنے پر رکھنے کی کیفیت آگے تشہد کی بحث میں آئیگی۔

6-دو سجدوں کے درمیان اطمینان کے ساتھ بیٹھنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا.

رسول اللہ ﷺ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو جب تک برابر بیٹھ نہ جاتے (دوسرے) سجدے میں نہ جاتے۔

(مسلم جلد 1 ص 194)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُودُهُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

کہ نبی کریم ﷺ کا رکوع اور سجود اور رکوع سے اٹھنے کے بعد کا قیام اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (یہ چاروں چیزیں) تقریباً برابر ہوتی تھیں۔

(بخاری جلد 1 ص 110 واللفظ لہ، مسلم جلد 1 ص 189)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْ هَمَ.

اور آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ بھول گئے ہیں۔ (مسلم جلد1 ص189)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا)).

پھر تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کر پھر (سجدے سے) سر اٹھا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ جا۔ (بخاری جلد1)

7- دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں سبابہ انگلی سے اشارہ کریں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ اَشَارَ بِسَبَّابَتِهٖ وَوَضَعَ الْاِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطٰى وَقَبَضَ سَائِرَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ سَجَدَ

پھر آپ ﷺ نے (دو سجدوں کے درمیان والے جلسہ میں) سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور درمیانی انگلی پر انگوٹھا رکھا اور باقی انگلیوں کو بند کیا، پھر (دوسرا) سجدہ کیا۔ (مسند احمد جلد1 ص317)

دو سجدوں کے درمیان دعاء

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھتے تھے:

((رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ)).

(ابن ماجہ ص64، نسائی جلد1 ص129، ابوداؤد جلد1 ص127)

فائدہ: دو سجدوں کے درمیان جو عام لوگ دعاء پڑھتے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَ اھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ)).

اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے، اس کی سند میں حبیب بن ابی ثابت راوی مدلس ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وکان کثیر الإرسال و التدلیس. (تقریب ص63)

اور اس مدلس راوی نے تحدیث یا سماع کی صراحت نہیں کی، اسی لئے بوصیری نے فرمایا ہے کہ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں لیکن حبیب بن ابی ثابت تدلیس کرتے تھے اور انہوں نے اس روایت کو لفظ "عن" سے بیان کیا ہے۔

(انظر التفصیل فی تخریج صلوۃ الرسول لفضیلۃ الشیخ عبدالرؤف بن عبدالحنان)

جلسہ استراحت

اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے سے سر اٹھائیں اور پھر اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر دوسری رکعت کی طرف اٹھیں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَ يَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهِ.

پھر آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے اور (دوسرے سجدہ سے) سر اٹھاتے، بائیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آجاتی، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے۔ (ابو داؤد جلد 1 ص 106)

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

إِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا.

کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز کی طاق رکعت (پہلی یا تیسری) میں ہوتے تو آپ ﷺ نہیں کھڑے ہوتے تھے جب تک سیدھے نہ بیٹھتے۔

(بخاری جلد 1 ص 113)

یعنی جب آپ پہلی یا تیسری رکعت پوری کر لیتے تو اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر پھر

اگلی رکعت کی طرف کھڑے ہوتے۔

2-مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اِعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ .

کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر ہاتھ ٹکایا پھر کھڑے ہوئے۔

(بخاری جلد 1 ص 114)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ جب دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے تو آٹا گوندنے والے انسان کی طرح اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

(بيهقى) قال الألباني إسناده صحيح.

خلاصہ : دوسری رکعت کی طرف اٹھتے وقت ہاتھ زمین پر ٹیکتے ہوئے مٹھیاں بند رکھیں۔

سوال : ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ تیر کی طرح کھڑے ہو جاتے ہاتھوں پر ٹیک نہیں لگاتے تھے۔

جواب : یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے

(سلسلة الأحاديث الضعيفة)

دوسری رکعت

دوسری رکعت میں دعاء استفتاح نہ پڑھیں بلکہ سورت فاتحہ سے قرأت شروع کردیں۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ لَمْ يَسْكُتْ. (راوہ مسلم، جلد1ص219)

(و فی روایة لابی عوانة) كان رسول الله إذا نهض فی الركعة الثانية ......إلى آخره (ابوعوانة جلد2ص99)

رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے تو الحمد للہ سے قرأت شروع کرتے اور (دعاء استفتاح کیلئے) سکتہ نہ کرتے۔

دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں تعوذ

دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں تعوذ (أعوذ بالله.....إلى

آخرہ) پڑھنا بہتر ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا:

﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾.

جب بھی آپ قرآن مجید کی قرأت کریں تو أعوذ باللہ ...... پڑھیں۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں تعوذ (أعوذ باللہ ......) پڑھنا مستحب ہے۔ شیخ البانی صاحب نے بھی ہر رکعت میں تعوذ پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔ (صفۃ الصلوٰۃ)

نوٹ : اگر کوئی صرف پہلی رکعت میں ہی تعوذ پڑھتا ہے اور اسی پر اکتفا کرتے ہوئے باقی رکعت میں نہیں پڑھتا تو یہ بھی جائز ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

تشہد

1- پہلے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

إِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى.

جب آپ ﷺ دو رکعت پر بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کرتے۔

(بخاری جلد 1 ص 114، ترمذی جلد 1 ص 39، ابو داؤد جلد 1 ص 106)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

يَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَ يَقْعُدُ عَلَيْهَا .

کہ رسول اللہ ﷺ اپنا بایاں پاؤں موڑتے (یعنی بچھاتے) اور اس پر بیٹھتے۔

(ابو داؤد جلد 1 ص 106)

اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے۔

أَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلٰى قِبْلَتِهِ . (ابو داؤد جلد 1 ص 107)

کہ رسول اللہ ﷺ دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتے۔

خلاصہ : پہلے تشہد میں بائیں پاؤں کو موڑ (یعنی بچھا) کر اس پر بیٹھیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں اور دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کریں۔

2- آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں کو دائیں طرف نکالیں اور بائیں جانب کی سرین کو زمین پر رکھ کر بیٹھ جائیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں۔

ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْأُخْرٰى

وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو (دائیں طرف) آگے نکالتے اور دوسرے (دائیں پاؤں) کو کھڑا کرتے اور اپنی سرین پر بیٹھتے۔ (بخاری جلد 1 ص114)

نوٹ: آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہی ہونا چاہئے، نماز کی رکعات دو ہوں یا تین یا چار جیسا کہ ابوداؤد میں حدیث آتی ہے۔

ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرى وقعد متوركا على شقه الأيسر

جب آپ ﷺ کی وہ رکعت ہوتی جس کے اختتام پر آپ ﷺ نے سلام پھیرنا ہے تو آپ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو (نیچے سے) نکالتے اور بائیں چوتڑ پر بیٹھتے۔ (ابوداؤد جلد 1 ص106)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری رکعت میں بیٹھنے کا طریقہ یہی ہونا چاہئے، نماز دو رکعت ہو، یا تین، یا چار۔

3. تشہد کی حالت میں دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔ (مسلم جلد 1 ص 216)

اگر دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھ لے تو یہ بھی درست ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى.

جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے۔ (مسلم جلد 1 ص 216)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بائیں ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے۔

اسی طرح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بائیں ہتھیلی کے ساتھ گھٹنے کا لقمہ بناتے یعنی گھٹنا ہتھیلی کی گرفت میں ہوتا۔

(مسلم جلد 1 ص 216)

ان تین احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر پھیلا کر اسے پکڑ لے۔

اگر بائیں ہاتھ کا کچھ حصہ ران پر اور کچھ حصہ گھٹنے پر رکھیں تو یہ بھی درست ہے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهٖ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى .

کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا۔

خلاصہ :

1-دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھیں۔

2-دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر پھیلا کر اسے پکڑ لے

3-بائیں ہاتھ کا کچھ حصہ بائیں ران پر اور کچھ حصہ (انگلیاں) گھٹنے پر رکھیں۔

تینوں صورتیں جائز ہیں۔

انگلی اٹھانے کی کیفیت

1 : دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو سبابہ (شہادت کی انگلی) کی جڑ میں رکھ کر باقی انگلیاں بند کر کے اشارہ کریں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے، اور ترپن (ہندسے) کی گرہ بناتے اور سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔ (مسلم جلد 1 جلد ص 216)

فائدہ: ترپن کے ہندسے کی گرہ بنانے سے مقصود یہ ہے کہ چھوٹی انگلی اور اس ساتھ والی دو انگلیوں کو بند رکھا جائے اور چوتھی (شہادت والی انگلی) کو کھلا رکھا جائے، اس کے ساتھ اشارہ کیا جائے اور انگوٹھے کو شہادت والی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے۔

(کماقال صاحب تحفه الأحوذی: (جلد 1ص 214 وصاحب المرعاة:جلد 1ص 288)وهو: أن يعقد الخنصر والبنصر والوسطى ويرسل المسبحة ويضم الإبهام إلى أصل المسبحة مرسلة وهو عقد ثلاثة وخمسين. قال الحافظ: صورتها أن يجعل الإبهام معترضة تحت المسبحة. (تلخيص)

اس کی ایک اور صورت بھی ہے، وہ یہ ہے کہ چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی ان دونوں کو بند کر لیں انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنالیں اور

شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ کریں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھا اور دائیں کہنی کو دائیں ران پر اونچا کر کے رکھا اور دو انگلیوں کو بند کیا اور (انگوٹھے اور درمیان انگلی کا) حلقہ بنایا پھر (شہادت والی) انگلی کو اٹھایا، میں نے دیکھا آپ ﷺ اس کو حرکت دے رہے تھے، اس کے ساتھ اشارہ کر رہے تھے۔ (ابوداؤد جلد 1 ص105، نسائی جلد 1 ص149)

(انظر التفصیل فی عون المعبود جلد 1 ص375، و تحفۃ الأحوذی جلد 1 ص 241)

2. شہادت والی انگلی کو قبلہ رخ رکھیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامَ إِلَى الْقِبْلَةِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا اس انگلی کے ساتھ جو انگوٹھے کے ساتھ ہے قبلہ کی طرف۔ (ابن خزیمہ جلد 1 ص356)

نوٹ: جس روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہادت والی انگلی میں تھوڑا سا خم پیدا فرماتے وہ روایت ضعیف ہے۔ اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ نمیر سے اس کو ان کے بیٹے مالک نے روایت کیا ہے اور یہ غیر معروف ہے، جیسا کہ ابن قطان اور ذہبی نے کہا ملاحظہ

ہو: (میزان الاعتدال جلد3 ص429، اور التہذیب جلد10 ص22)

ناصر الدین البانی صاحب بھی اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں۔

(ضعیف ابی داؤد ص96)

قال الدکتور محمد مصطفی: إسناده ضعیف، مالك الخزاعی لایعرف کما قال الذهبی. (تحقیق و تخریج ابن خزیمہ جلد1 ص354)

3- تشہد کی حالت میں اپنی نظر کو اُس (شہادت کی انگلی پر) مرکوز رکھیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا یُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ.

آپ ﷺ کی نظر آپ ﷺ کے اشارہ سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔

(ابوداؤد جلد1 ص142، نسائی جلد1 ص149، ابن خزیمہ جلد1 ص355)

4- تشہد میں بیٹھتے ہی انگلی کھڑی کرلیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْیُمْنٰی الَّتِی تَلِی الْإِبْهَامَ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تھے نماز (کے قعدہ) میں تو دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی وہ انگلی اٹھاتے جو انگوٹھے کے قریب ہے۔

(مسلم جلد1 ص216، ترمذی جلد1 ص65، نسائی جلد1 ص136)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ نماز میں تشہد کیلئے بیٹھتے تو شروع التحیات سے شہادت کی انگلی اٹھا لیتے۔

(کما قال صاحب المرعاۃ جلد 1 ص 230 وصاحب التحفہ جلد 1)

5- شہادت کے انگلی کو تشہد میں ہمیشہ حرکت دیتے رہیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْ بِهَا .

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنی انگلی کو اٹھایا، پھر اس کو حرکت دیتے رہے اور دعا کرتے۔

(ابو داؤد جلد 1 ص، نسائی جلد 1 ص 149)

مولانا عبید اللہ مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں:

إن الراجع أن يديم الرفع والإشارة إلىٰ أن ينصرف من الصلوة بالسلام

راجح بات یہی ہے کہ شہادت کی انگلی کو سلام پھیرنے تک اٹھا کر رکھے اور حرکت دیتا رہے۔ (مرعاۃ جلد 1 ص 241)

محدث عصر ناصر الدین البانی صاحب فرماتے ہیں:

ففيه دليل علىٰ أن السنة أن يستمر في الإشارة و في تحريكها إلى السلام لأن الدعاء قبله .

اس حدیث میں دلیل ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے انگلی کا اشارہ اور حرکت سلام

تک جاری رہے۔ (صفۃ الصلوٰۃ ص158)

نوٹ: 1-باقی بعض لوگوں کا کہنا کہ أشهد أن لا أله إلا الله پر انگلی اٹھانا چاہیے، اسکی کوئی دلیل نہیں، حتیٰ کہ اس کے بارے میں کوئی من گھڑت روایت بھی نہیں۔

كما قال الألباني: في تحقيق المشكاة. (جلد 1 ص185)

2-جس روایت میں یہ آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ "لا يحرّكها" (انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے) یہ روایت صحیح نہیں ہے، بلکہ ضعیف ہے۔

شیخ البانی صاحب فرماتے ہیں کہ "لا يحركها" کے الفاظ میرے نزدیک شاذ یا منکر ہیں، کیونکہ محمد بن عجلان اس پر ثابت نہیں رہے، انہوں نے کبھی اسے بیان کیا ہے اور کبھی نہیں، اور یہی (عدم ذکر) درست ہے، اس حدیث کو ابن عجلان کی طرح دوسرے راویوں نے بھی روایت کیا ہے مگر انھوں نے ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔ (تحقيق المشكاة جلد1 ص287)

کلمات تشہد

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں بیٹھے تو وہ کہے:

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

(بخاری جلد 1 ص 15، مسلم جلد 1 ص 123)

تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں، سلامتی ہو تجھ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بالحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

نوٹ: ایک روایت میں التحیات لِلّٰهِ سے پہلے بسم اللہ و باللہ کے الفاظ ہیں (کما رواہ النسائي و ابن ماجة) لیکن یہ روایت ضعیف ہے مزید تفصیل کیلئے دیکھیں: (مرعاۃ جلد 1 ص 245، مشکاۃ البانی جلد 1 ص 289)

پہلے اور دوسرے تشہد میں درود پڑھنا فرض ہے

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾. (الأحزاب:56)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو۔

حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی "التحیات" میں "السلام علیك أیها النبی" پڑھتے ہیں) ہم درود کس طرح پڑھیں؟ آپ ﷺ نے ان کو درود ابراہیمی سکھایا۔ (بخاری جلد2 ص708)

دارقطنی میں حدیث آتی ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہے

فكيف نصلي عليك إذا نحن صلينا في صلاتنا.

لیکن جب ہم نماز پڑھ رہے ہوں تو آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے درود ابراہیمی کی تلقین فرمائی۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ جس طرح "سلام" نماز میں پڑھا جاتا

ہے (یعنی تشہد میں) اسی طرح یہ سوال بھی نماز کے اندر درود پڑھنے سے متعلق تھا۔ نبی ﷺ نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کے ساتھ درود بھی پڑھنا ضروری ہے، چاہے پہلا تشہد ہو یا دوسرا۔

1. اگر ہم پہلے تشہد میں سلام پڑھیں (التحیات لِلّٰہِ ......إلی آخرہ) اور درود نہ پڑھیں تو ﴿سَلِّمُوْا﴾ (نبی ﷺ پر سلام پڑھو) پر تو عمل ہو گا لیکن ﴿صَلُّوْا﴾ (درود پڑھو) پر عمل نہیں ہو گا۔

2. فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک بار کا ذکر ہے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ایک شخص داخل ہوا، اس نے نماز ادا کی اور دعا کی: اے اللہ مجھے معاف کر اور مجھ پر رحم کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَجِلْتَ أَیُّهَا الْمُصَلِّیْ إِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ وَ صَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُهٗ)).

اے نماز ادا کرنے والے! تو نے جلدی کی ہے، جب تو نماز پڑھے، پس تو بیٹھے، تو اللہ کی حمد و ثناء بیان کر، جس کا وہ مستحق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر۔

(ترمذی، ابوداود، نسائی، قال الألبانی: إسنادہ صحیح، تحقیق المشکاۃ جلد 1 ص 293)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ پہلے اور دوسرے دونوں تشہدوں میں درود پڑھنا ضروری ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تو نماز پڑھے اور بیٹھے، تو اللہ کی تعریف کر اور درود پڑھ۔

حدیث کے الفاظ عام ہیں "جب تو بیٹھے"۔ (چاہے پہلے تشہد میں بیٹھنا ہو یا دوسرے میں) اللہ کی تعریف کر اور درود پڑھ۔

3. نسائی (جلد 1 ص 202) میں حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تشہد اور دوسرے تشہد - دونوں میں - درود پڑھا۔

خلاصہ : جیسے آخری تشہد میں درود پڑھنا فرض ہے ایسے ہی پہلے تشہد میں درود پڑھنا بھی فرض ہے۔ پہلے تشہد میں درود نہ پڑھنا اور دوسرے میں پڑھنا اس کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ہے۔

﴿فَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾.

اعتراض : ابوداؤد وغیرہ میں حدیث آتی ہے :

رسول اللہ ﷺ پہلی دو رکعتوں میں اتنا (مختصر) جلوس فرماتے، گویا کہ آپ ﷺ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پہلے تشہد میں درود نہیں پڑھتے تھے؟

جواب : یہ روایت ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وهو منقطع لأن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه .

یعنی یہ روایت منقطع ہے، اس لئے کہ ابو عبیدہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

(تلخیص الحبیر جلد 1 ص 260)

عمرو بن مرۃ کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبیدہ سے سوال کیا کہ تجھے عبداللہ سے کوئی شئی یاد ہے؟ اس نے کہا" مجھے کوئی شئی یاد نہیں"۔

(عون المعبود جلد 1 ص 378)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابو عبیدہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔

(ترمذی جلد 1 ص 11)

درود شریف

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)).

(بخاری جلد 1 ص 477)

اے اللہ! رحمت فرما محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر، جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام اور آل ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پر، بیشک تو تعریف

والا بزرگی والا ہے۔

اے اللہ ! برکت فرما محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر، جس طرح تونے برکت فرمائی ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام اور آل ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پر، بیشک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔

دونوں تشہدوں میں دعاء کا پڑھنا

پہلے اور دوسرے تشہد دونوں میں درود پڑھنے کے بعد دعا پڑھنا ضروری ہے۔

دلیل :

(1) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ .... ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْمَسْئَلَةِ مَا شَآءَ أَوْ مَا أَحَبَّ)).(وفي روايةٍ) ((مِنَ الدُّعَاءِ)).

جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو وہ التحیات للہ .... پڑھے پھر اس کے بعد اپنی پسندیدہ دعا کرے۔

(مسلم جلد 1 ص 173، بخاری جلد 1 ص 115، نسائی جلد 1 ص 137)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے اور دوسرے تشہد دونوں میں ہی درود پڑھنے کے بعد دعاء پڑھنا ضروری ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

"جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو دعاء پڑھے"۔

اب یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم عام ہے کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں بیٹھے، چاہے پہلے تشہد میں بیٹھے یا دوسرے میں، دعاء پڑھے۔

(2) إِذَاقَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا التَّحِيَّاتُ وَالصَّلَوَاتُ..........
وَلْيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

(نسائی جلد 1 ص137)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم بیٹھو دو رکعت پڑھ کر تو یوں کہو "التحیات للہ ......" پھر اس کے بعد اپنی پسندیدہ دعا کرو۔

(3) عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ جب نو وتر پڑھتے تو پہلے تشہد کے اندر درود بھی پڑھتے تھے اور دعاء بھی۔

(نسائی جلد 1 ص202)

سلام پھیرنے سے پہلے دعاؤں کے الفاظ

1-((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)).

اے اللہ! میں تیرے ساتھ جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے فتنوں اور مسیح دجال کے برے فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

(مسلم جلد1ص217)

2-((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)).

اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی و موت کے فتنہ سے اور گناہ و قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(بخاری جلد1ص115، مسلم جلد1ص27، نسائی جلد1ص154)

3-اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّ لَا يَغْفِرُالذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُالرَّحِيمُ)).

اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں، پس اپنی جناب سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر، بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(بخاری جلد 1 ص 115، نسائی جلد 1 ص 153)

4-((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَ مَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)).

اے اللہ! مجھے معاف کر دے جو (گناہ) میں نے پہلے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو میں نے پوشیدہ کیا اور جو میں نے اعلانیہ کیا اور جو میں نے زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود بالحق نہیں۔ (مسلم جلد 1 ص 263)

پہلے اور آخری تشہد میں فرق

دونوں تشہدوں میں التحیات للہ ......، درود اور درود کے بعد دعاء پڑھنا فرض ہے، جیسا کہ پیچھے مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔ دونوں تشہدوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے تشہد میں درود کے بعد جو دعاء چاہے پڑھ سکتے ہیں لیکن دوسرے تشہد میں مخصوص دعاء پڑھنا ضروری ہے، جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ)).

جب تم میں سے کوئی ایک آخری تشہد سے فارغ ہو تو وہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے اور یوں دعاء کرے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)). (مسلم جلد 1 ص 218)

نسائی شریف میں حدیث کے آخر میں ((ثم يدعو لنفسه بما بدا له)). کے الفاظ زیادہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ دعاء پڑھنے کے بعد کوئی اور بھی دعاء پڑھ سکتا ہے۔

خلاصہ: آخری تشہد میں

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)).

یہ دعاء پڑھنا ضروری ہے اور اس کے بعد اگر کوئی اور دعاء پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔

هذا ما عندی والله أعلم بالصواب.

سلام

1- علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تحرِ یمُھَا التَّکْبِیرُ و تحلِیْلُھَا التَّسْلِیمُ)).

نماز کا آغاز تکبیر (اللہ اکبر) اور اختتام سلام کہنا ہے۔

2- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں سلام پھیرتے (اور کہتے) ((اَلسَّلَا مُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُاللّٰہ)). اور بائیں سلام پھیرتے (اور کہتے) ((اَلسَّلَا مُ عَلَیْکُمْ ورحمۃُاللّٰہِ)).

(ابوداؤد جلد 1 ص 143، ترمذی جلد 1 ص 39، نسائی جلد 1 ص 148)

3- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَکَا نَ یُسَلِّمُ عنْ یمِینِہٖ((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَ کَا تُہٗ و عَنْ شِمَا لِہٖ اَلسَّلَا مُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُاللّٰہِ)).

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ سلام پھیرتے تھے اپنے دائیں (ان الفاظ سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور اپنے بائیں (ان الفاظ سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 143)

4- سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كنت أرى رسول الله ﷺ يسلم عن يمينه و عن يساره حتى أرى بيا ض خده .

کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا (جب) آپ ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے مجھے آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی تھی۔ (مسلم)

اسی طرح کی (ابوداؤد جلد 1 ص 143) اور ترمذی و نسائی میں بھی حدیث آتی ہے۔

خلاصہ : ان تمام احادیث سے چند مسائل معلوم ہوئے:

1) نماز کا اختتام سلام کہنے سے ہوگا۔

2) دائیں اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الفاظ کے ساتھ سلام پھیرنا ہوگا۔

3) دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

4) دائیں جانب سلام کہتے ہوئے اچھی طرح دائیں جانب منہ موڑے، اسی طرح بائیں جانب سلام کہتے ہوئے اچھی طرح بائیں جانب منہ موڑے۔

فائدہ :

1- سلام پھیرنے کے بعد امام کو دائیں یا بائیں طرف سے پھر کر لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہئے۔

سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ .

کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو اپنا چہرہ مبارک ہماری جانب کرتے۔

(بخاری)

اور مسلم شریف (جلد 1 ص 228) میں حدیث یوں آتی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد (قبلہ کی طرف منہ کر کے) اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے :

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)).

2- سلام پھیرنے کے بعد دائیں طرف سے پھرنا یا بائیں طرف، دونوں طریقے درست ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ .

کہ نبی کریم ﷺ دائیں جانب پھرتے تھے۔

(مسلم جلد 1)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ.

البتہ تحقیق میں نے کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بائیں جانب پھرتے تھے۔ (مسلم جلد 1)

سلام کے بعد مسنون اذکار

1- سلام پھیرتے ہی اونچی آواز سے اللہ اکبر کہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالتَّكْبِيْرِ.

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تمام اور مکمل ہونا تکبیر (اللہ اکبر کی آواز) سے پہچان لیتا تھا۔ (بخاری جلد 1 ص 116، مسلم جلد 1 ص 217)

2- پھر تین مرتبہ ((أَسْتَغْفِرُ اللّٰه)). پڑھے۔

3- پھر یہ دعاء پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)).

ترجمہ : اے اللہ ! تو سلام ہے اور سلامتی تجھ سے ہی ہے، اے جلال و عزت والے ! تو بابرکت ہے۔

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ ((أَسْتَغْفِرُ اللّٰه)). فرماتے اور (یہ) دعا پڑھتے :

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَا مُ و مِنْكَ السَّلَامُ ....إلى آخره.

(مسلم جلد 1 ص 218)

نوٹ : نماز کے بعد لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، جو لوگ صحیح حدیث کو (جس میں ألله أكبر أستغفر الله کا ذکر ہے) چھوڑ کر لا إله إلا الله کا ذکر کرتے ہیں ان کو اللہ سے ڈر جانا چاہیے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے بعد الله أكبر استغفر الله أستغفر الله پڑھا ہے، لا إله إلا الله نہیں پڑھا۔

﴿فَأْتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾.

4- مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے :

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا

الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسکے لئے بادشاہت ہے اور اس کے لئے تعریف اور وہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی شان والے کو تیرے ہاں اس کی شان فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (بخاری جلد 1 ص 117، مسلم جلد 1 ص 218)

5- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا، میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد یہ ذکر پڑھنا نہ چھوڑنا:

((رَبِّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ)).

ترجمہ: اے میرے رب! ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔ (نسائی جلد 1 ص 153)

6- علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ قَرَأَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ)).

جس شخص نے ہر نماز کے پیچھے آیۃ الکرسی پڑھی، اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی۔

(رواه النسائي في عمل اليوم و الليلة ،و ابن حبان في صحيحه،انظر التفصيل في المرعاة جلد3ص334،و تحقيق المشكاة للألباني جلد1ص308و تخريج صلوة الرسول لفضيلة الشيخ عبدالرؤف ص480)

7-ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھا، ہر نماز کے بعد اور 33 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا اور 33 مرتبہ أَللّٰهُ أَكْبَرُ کہا تو یہ ننانوے (99) ہوئے اور سو (100) کو پورا کرنے کے لئے کہتا ہے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)).

اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(مسلم جلد1 ص219)

8-کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ 33 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور 34 مرتبہ أَللّٰهُ أَكْبَرُ کہے گا وہ نامراد نہیں ہوگا۔ (مسلم جلد1 ص219)

نمازوں کی رکعات

(1) نماز فجر :

کل رکعات چار ہیں، دو سنتیں پھر دو فرض۔

فجر کی دو سنتوں کی فضیلت :

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَ لَیْلَةٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً بُنِیَ لَهُ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَهَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ)).

جو شخص دن رات میں بارہ رکعات نماز (نفل) پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنادیا جاتا ہے، ظہر سے پہلے چار رکعات، ظہر کے بعد دو اور مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں۔ (ترمذی جلد 1)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی شَیْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ .

کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) سے زیادہ دیگر نوافل کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ (بخاری جلد 1، مسلم جلد 1 ص 251)

یعنی جتنا اہتمام اور خیال فجر کی دو سنتوں کا کرتے، اتنا اہتمام اور خیال دوسرے نوافل کا نہ کرتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا)).

فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) بہتر ہیں دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔

(مسلم جلد 1 ص 251)

فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی دو سنتیں پڑھتے تو دائیں پہلو لیٹ جاتے۔

(بخاری جلد 1 ص 155، مسلم جلد 1 ص 254)

اعتراض : ترمذی شریف میں حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
جب بھی تم سے کوئی آدمی فجر کی دو رکعتیں ادا کرے تو دائیں کروٹ لیٹ جائے۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنا فرض ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس کا حکم دے رہے ہیں۔

جواب : اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا حکم وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لئے ہے، اس لئے کہ مسلم شریف میں حدیث آتی ہے کہ کئی دفعہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں کے بعد نہیں لیٹتے تھے۔ اگر فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا فرض ہوتا تو آپ ﷺ کبھی اس کو ترک نہ کرتے، آپ ﷺ کا اس کو ترک کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد نہ لیٹنے کی رخصت ہے۔

فجر کی جماعت کے دوران سنتیں پڑھنا

جب فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت فرض کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ)).

جب نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔ (مسلم جلد1ص247)

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں تھے، اس آدمی نے دو رکعت (فجر کی سنتیں) مسجد کے ایک کونے میں ادا کیں، پھر آپ ﷺ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گیا، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا:

((يَا فُلَانُ بأى الصلوتين اعتددت أبصلوتك وحدك أم بصلوتك معنا؟))

اے فلاں! ان دو نمازوں میں سے کونسی نماز کو تو نے فرض شمار، کیا جو نماز تو نے تنہا ادا کی تھی اس کو یا ہمارے ساتھ جو ادا کی اس کو؟ (مسلم جلد1ص247)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت فجر کی سنتیں پڑھنا ممنوع ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابی کو ڈانٹا۔

ابن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً يُّصَلِّيْ وَ الْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ

فقال: ((اَتُصَلِّی الصُّبْحَ أَرْبَعًا))؟ (وفی روایۃٍ) صَلٰوۃُ الصُّبْحِ)).

صبح کی نماز کی اقامت کہی گئی، پس آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا اور موذن اقامت کہہ رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے کہا، کیا تو صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے؟ (یعنی اس کو ڈانٹا کہ اقامت کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، تو اب بھی نماز پڑھ رہا ہے، پھر تو امام کے ساتھ فرض پڑھے گا، تو کیا تو چار فرض پڑھتا ہے؟ کیونکہ اقامت کے بعد صرف فرض ہی ہوتے ہیں۔)

(مسلم جلد1 ص247)

خلاصہ : ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت سنتیں پڑھنا ممنوع ہے۔

اگر کوئی آدمی ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو وہ اس وقت سنتیں نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شامل ہو جائے اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی فرض کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

صبح کی نماز (فرض) کی دو رکعت ہیں دو رکعت ہیں۔ (تم نے مزید دو رکعتیں کیسی پڑھی ہیں؟) تو اس نے جواب دیا:

لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهَا فَصَلَّيْتُهَا الْآنَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ

میں نے دو رکعتیں سنت جو فرض سے پہلے ہیں نہیں پڑھی تھی، ان کو اب پڑھا ہے۔ تو (اس کا جواب سن کر) آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

(ابن خزیمہ جلد 1 ص 166، دارقطنی، بیہقی)

آپ ﷺ کی خاموشی آپ ﷺ کی رضامندی کی دلیل ہے، محدثین کی اصطلاح میں اس کو تقریری حدیث کا نام دیا گیا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب.

2) نماز ظہر :

نماز ظہر کی کل 12 رکعات ہیں۔

چار رکعتیں فرض نماز سے پہلے اور چار رکعتیں فرض نماز کے بعد۔

1- چار رکعتیں فرض نماز سے پہلے :

ام حبیبہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعتیں پڑھے، اس کیلئے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے، چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر کی نماز سے پہلے۔ (ترمذی جلد 1 ص 94)

عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں :

كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً .

کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں ادا کرتے تھے۔

(مسلم جلد 1 ص 252)

نوٹ : اگر کوئی آدمی فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا چاہے تو یہ بھی درست ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَ رَكْعَاتٍ :رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ هَا

میں نے نبی ﷺ سے دس رکعتیں یاد کی ہیں : دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے۔

(بخاری جلد 1 ص، مسلم جلد 1 ص 252)

خلاصہ : اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور اگر دو پڑھے تو تب بھی درست ہے۔

2-چار رکعات فرض نماز کے بعد :

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا :

((مَنْ حَا فَظَ عَلٰی أَرْ بَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْ بَعٍ بَعْدَ هَا حَرَّ مَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)).

جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پر محافظت کی، اللہ اس کو حرام کردے گا جہنم کی آگ پر۔

(ترمذی جلد 1 ص98، ابوداؤد، نسائی)

نوٹ : اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا چاہے تو یہ بھی درست ہے جیسا کہ مذکورہ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

3) نماز عصر : نماز عصر کی کل آٹھ رکعات ہیں، چار رکعتیں فرض نماز سے پہلے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعاً)).

اس آدمی پر اللہ رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھی۔

(ترمذی جلد 1 ص98)

4) نماز مغرب :

نماز مغرب کی کل رکعات سات ہیں۔

دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے اور دو فرض نماز کے بعد۔

1- دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ)). قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)). كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

"مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا کرو، مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا کرو۔ تیسری بار فرمایا: جو شخص چاہے"۔ اس بات کو مکروہ جانتے ہوئے کہ لوگ اس کو طریقہ لازمہ نہ پکڑیں۔ (جس کو چھوڑنا جائز نہیں)

(بخاری جلد 1 ص 157)

2: دو رکعتیں فرض نماز کے بعد۔

مذکورہ کئی احادیث میں اس کا ذکر آچکا ہے۔

۵) نماز عشاء: نماز عشاء کی کل 15 رکعات ہیں۔

دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے اور چار فرض نماز کے بعد، تین وتر اور دو رکعتیں وتروں کے بعد۔

1- دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے:

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ)).

ہر دو اذان (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے۔ (بخاری جلد 1 ص 87)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ إِلَّا وَبَيْنَ يَدَيْهَا رَكْعَتَانِ)).

ہر فرضی نماز سے پہلے دو رکعتیں ہیں۔

(ابن حبان، دار قطنی، انظر التفصيل في سلسلة الأحاديث الصحيحة جلد 1 ص 411)

چار رکعات فرض نماز کے بعد۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری ... فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پس آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر اپنے گھر آئے، پس آپ ﷺ نے چار رکعتیں پڑھیں، پھر سو گئے۔ (بخاری)

نوٹ: عشاء کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث میں گزر چکا ہے، معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد کبھی دو رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی چار۔

3- تین وتر

4-دو رکعتیں وتر کے بعد

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر سے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(مسلم جلد 1 ص 256، نسائی جلد 1 ص 202)

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ هٰذَا السَّهْرَ جُهْدٌ وَ ثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَ إِلَّا كَانَتَا لَهُ)).

بیداری میں مشقت اور بوجھ ہے، جب تم میں سے کوئی شخص وتر ادا کرے پس وہ (وتر کے بعد) دو رکعتیں پڑھے (اور سو جائے) پس اگر وہ رات کو کھڑا ہو (اور نفلی نماز پڑھے تو بہتر ہے) وگرنہ (یعنی اگر اس کو رات کو جاگ نہ آئے) دو رکعتیں اس کے لئے تہجد کی نماز ہوں گی۔ (دارمی)

فائدہ: وتر اور وتر کے بعد والی دو رکعتیں عشاء کی نماز کے ساتھ وہ پڑھے گا جو تہجد نہیں پڑھنا چاہتا، یا اس کو بیدار نہ ہونے کا خطرہ ہو اور جو تہجد پڑھنا چاہتا ہے اور اس کو اٹھ جانے کی بھی امید ہو تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ وَ مَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ

آخره فليوتر آخر الليل فإن صلوة آخر الليل مشهودة و ذلك أفضل)).

جسے پچھلی رات کو آنکھ نہ کھلنے کا ڈر ہو، اسے وتر پڑھ کر سونا چاہئے اور جسے اٹھ جانے کی امید ہو پس وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے، کیونکہ پچھلی رات کی قراءت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات کی آخری حصہ میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ (مسلم جلد 1 ص 258)

وتر کی تعداد

ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ)).

وتر حق ہے پس جو چاہے سات وتر پڑھے اور جو چاہے پانچ وتر پڑھے اور جو چاہے تین وتر پڑھے اور جو چاہے ایک وتر پڑھے۔

(ابو داؤد جلد 1 ص 202)

تین وتر ادا کرنے کا طریقہ

تین وتر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔

1- دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے، پھر اٹھ کر ایک رکعت ایک سلام کے ساتھ ادا کی جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

رات کی نماز دو رکعتیں ہے، پس جب تم سے کوئی ایک صبح ہونے سے ڈرے تو وہ ایک رکعت پڑھ لے، وہ (ایک رکعت) اس کی ساری نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی جب تین رکعتیں ادا کرتے تو دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرتے اور بات چیت بھی کرتے۔ (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب تین وتر پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے، پھر بعد میں ایک رکعت علیحدہ پڑھتے)

(بخاری جلد 1)

امام طحاوی حنفی نے شرح معانی الآثار (جلد 1 ص 279) پر سالم سے بیان

کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام کے ذریعے فاصلہ کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

أن النبي ﷺ كان يوتر بركعة يتكلم بين الركعتين و الركعة.

کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے، دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان بات چیت بھی کرتے۔ (یعنی سلام پھیر کر)

(ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 291، سندہ صحیح، ارواء الغلیل جلد 2 ص 150)

2- تین وتر پڑھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ تینوں رکعات ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں، ان کے درمیان میں (تشہد وغیرہ کی خاطر) بالکل نہ بیٹھا جائے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ.

(رواه أحمد و النسائی) ولفظه: كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ.

رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے، ان کے درمیان فاصلہ نہ کرتے تھے۔ یہ مسند احمد کے الفاظ ہیں اور سنن نسائی کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہ پھیرتے تھے۔ (المنتقی مع النیل جلد 3 ص 42)

مستدرک حاکم میں یہ الفاظ ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِيْ اٰخِرِ هِنَّ.

کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، ان میں صرف آخری رکعت پر بیٹھتے تھے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے بخاری، مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ذھبی نے بھی تلخیص میں ان کی تائید و موافقت فرمائی ہے۔ علامہ عراقی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ان کی تصحیح کو تسلیم کیا ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ لفظ "لایقعد" کو مستدرک کے بعض نسخوں سے نکال دیا گیا ہے، حالانکہ یہ لفظ مستدرک میں موجود ہیں، اس اجمال کی تفصیل "التعلیق المغنی" میں دیکھ سکتے ہیں۔

نماز مغرب کی طرح تین وتر پڑھنا؟

تین رکعات ادا کرنے کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر تشہد میں بیٹھا جائے۔ اور سلام پھیرے بغیر اٹھ جائے پھر تیسری رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھ کر سلام پھیری جائے، یعنی مغرب کی نماز کی طرح۔ یہ طریقہ ناجائز ہے، اس طریقے سے تین وتر پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُوتِرُوْا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ)).

تین وتر اس طرح ادا نہ کرو کہ وہ مغرب کی نماز سے مشابہ ہوں۔

(مستدرک حاکم جلد 1 ص 304، نیل الأوطار جلد 3 ص 41)

پانچ وتر پڑھنے کا طریقہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا.

رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات ادا فرماتے، ان میں پانچ رکعات وتر ہوتے، ان پانچ رکعتوں میں صرف آخری پر بیٹھتے تھے۔

(مسلم جلد 1 ص 254، نسائی جلد 1 ص 202)

سات وتر ادا کرنے کا طریقہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ ،ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي السَّابِعَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَةً.

جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے اور کمزور ہو گئے تو آپ ﷺ نے سات وتر ادا فرمائے، آپ ﷺ سات رکعات میں صرف چھٹی رکعت پر بیٹھتے، پھر (تشھد بیٹھ کر) سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، پس آپ ﷺ ساتویں رکعت پڑھ کر پھر سلام پھیرتے۔ (نسائی جلد 1 ص 202)

نو وتر پڑھنے کا طریقہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

يُصَلِّيْ تِسْعَ رَكْعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَ يَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ...... ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا.

آپ ﷺ نو رکعات وتر ادا فرماتے، آپ ﷺ آٹھویں رکعت کے آخر میں تشھد بیٹھتے، پس اللہ کا ذکر فرماتے، اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور دعا فرماتے، پھر نویں رکعت ادا کرنے کے لئے آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے اور (آٹھویں رکعت پر) سلام نہیں پھیرتے تھے، پھر نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ جاتے، پس اللہ کا ذکر کرتے اور اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور دعا کرتے، پھر سلام پھیرتے۔

(مسلم جلد 1 ص 256)

وتر میں دعاء قنوت

وتر کی آخری رکعت میں یہ دعاء پڑھے :

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيْمَنْ هَدَيْتَ. وَ عَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ. وَ تَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ. وَ بَارِكْ لِيْ فِيْ مَا أَعْطَيْتَ. وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ. فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ. إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ. وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ. تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ)).

ترجمہ : اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی، مجھے عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی، مجھ کو دوست بنا ان لوگوں میں جن کو تو نے دوست بنایا، جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت عطاء فرما اور جس شر کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے اس سے مجھے محفوظ رکھ، اس لئے کہ تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا، جس کو تو دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا، جس سے تو دشمنی رکھے وہ عزت نہیں پا سکتا، اے ہمارے رب! تو بابرکت ہے بلند وبالا ہے۔

(ابوداوٗد جلد 1، ترمذی جلد 1، بیہقی)

دعاء قنوت رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد

دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھے یا رکوع کے بعد پڑھے دونوں طرح درست ہے۔

رکوع سے پہلے کی دلیل: ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُوتِرُ بِثَلاثِ رَکَعاتٍ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوعِ.

کہ رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے، پس آپ ﷺ دعاء قنوت رکوع سے پہلے کرتے۔ (ابن ماجۃ، نسائی جلد 1)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کرتے تھے۔

(أخرجه الطبراني في الكبير ،وسنده صحيح . إرواء الغليل جلد2ص166)

رکوع کے بعد کی دلیل:

حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وِتْرِیْ إِذَا رَفَعْتُ رَأْسِیْ وَلَمْ یَبْقَ إِلَّا السُّجُوْدُ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتروں کی دعاء قنوت سکھلائی، جب میں (رکوع

سے) سر اٹھالوں اور (رکعت سے) سوائے سجدہ کے کوئی شیٔ باقی نہ رہ گئی ہو۔

(رواہ الحاکم (172/3) وعنہ البیہقی (38/3))

ناصر الدین البانی صاحب اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

ولهذا مالت نفسي إلى ترجيح هذا اللفظ بعد ثبوت هذه المتابعة.

والله أعلم (ارواء الغلیل جلد 2 ص 169)

قنوت وتر میں ہاتھوں کو اٹھانا

قنوت وتر میں ہاتھوں کو اٹھانے کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہاتھ اٹھائے بغیر دعاء مانگی جائے، یعنی اگر دعاء قنوت رکوع سے پہلے مانگنی ہے تو ہاتھوں کو باندھ کر اور اگر دعاء قنوت رکوع کے بعد مانگنی ہے تو ہاتھ چھوڑ کر۔

نوٹ: اگر کوئی قنوت وتر کو قنوت نازلہ پر قیاس کر کے ہاتھ اٹھا کر دعاء کر لے تو یہ بھی درست معلوم ہوتا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب.

رات اور دن کی نفلی نماز دو دو رکعتیں

بعض فرضی نمازوں سے پہلے جو چار سنتیں ہیں یا بعد میں، ان چار رکعات کو دو دو کر کے ادا کرنا بہتر اور افضل ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَ النَّھَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی)).

رات اور دن کی (نفلی) نماز دو دو رکعتیں ہے۔

(ابوداؤد جلد 1 ص 183، ابن خزیمہ جلد 1 ص 214)

اگر چار رکعات اکٹھی بھی پڑھ لی جائیں تو یہ بھی جائز ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ یَفْصِلُ بَیْنَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ بِالتَّسْلِیْمِ عَلَی الْمَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (یَجْعَلُ التَّسْلِیْمَ فِیْ اٰخِرِہٖ)

کہ رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے، ان کے درمیان فرق کرتے مقرب فرشتوں اور ان کے متبعین مسلمانوں پر سلام بھیج کر۔ (یعنی السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین) اور ان (چار رکعات) کے آخر میں سلام پھیرتے۔

(أخرجه احمد، والترمذی، والنسائی، و ابن ماجة، الزيادة التي في آخره للنسائي، انظر

التفصیل فی سلسلة الأحادیث الصحیحة جلد1 ص421)

خلاصہ : چار سنتوں کو دو دو کر کے ادا کرنا بہتر ہے اور اگر چار سنتیں اکٹھی ایک سلام سے ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

قال الألبانی: و لعل التوفیق بینهما بأن یحمل حدیث الباب علی الجواز و حدیث ابن عمر علی الأفضلیة کما هو الشأن فی الرباعیة اللیلة ایضاً. (سلسلة الأحادیث الصحیحة جلد1 ص423)

فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعاء کا حکم

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعاء کے ثبوت میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال گزارے، پانچوں وقت نمازیں پڑھائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے آپ ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعاء کا ذکر نہیں کیا۔

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعاء کرنے والوں کے دلائل اور ان کا رد

دلیل 1- عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا . (ابن ابی شیبۃ)

ترجمہ: اسود بن عامر بیان کرتے ہیں اپنے باپ عامر رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پس جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو قبلہ کی طرف سے منحرف ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی۔

الجواب بعون الوہاب

اولاً: اس حدیث میں رفع یدیہ ودعا (آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعاء کی) کے الفاظ مصنف ابن ابی شیبۃ کے اندر نہیں ہے اور یہ حدیث جن کتب حدیث کے اندر موجود ہے کسی کتاب میں بھی یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن الفاظ سے مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے وہ الفاظ کتب

حدیث کے اندر موجود ہی نہیں ہیں۔

ثانیا: اگر وقتی طور پر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ الفاظ ثابت ہیں، تو اس سے اجتماعی دعاء کا مسئلہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے، اس میں تو صرف اتنا ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعاء کی، اس سے زیادہ سے زیادہ انفرادی دعاء پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

دلیل 2- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ......)) الخ.

جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے اور پھر کہے:

"اے میرے اللہ اور ابراہیم، اسحٰق، یعقوب کے اور جبرائیل اور میکائیل، اسرافیل کے معبود! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعاء کو قبول فرما، میں بے قرار ہوں تو میرے دین کو محفوظ رکھ، میں مبتلا ہوں مجھے اپنی رحمت میں لے لے، میں گنہگار ہوں ہم سے فقر دور کردے میں مسکین ہوں"۔

تو اللہ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائے۔

الجواب بعون الوھاب

یہ روایت ضعیف ہے۔

1- اس روایت کی سند میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ہے، جس کی احادیث جھوٹی

اور من گھڑت ہیں۔

قال في الميزان: اتهمه أحمد. و قال النسائي وغيره :ليس بثقةٍ.

2-اس روایت کی سند میں خصیف بن عبد الرحمٰن راوی سیء الحفظ (برے حافظ والا) ہے۔

(تقریب ص92)

3-اگر چند منٹ کے لئے یہ روایت صحیح بھی مان لی جائے، تو پھر بھی اس سے اجتماعی دعاء کا مسئلہ نہیں نکلتا، اس لئے کہ اس میں اجتماعی دعاء کا ذکر نہیں ہے، بلکہ انفرادی دعاء کا ذکر ہے

فتفكر و تدبر ولا تكن من الغافلين المتعبين المتعصبين.

دلیل 3. ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ خَلِّصِ الْوَلِيْدَبْنَ الْوَلِيْدِ ......))الخ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، اس حال میں کہ آپ ﷺ قبلہ کی طرف منہ کرنے والے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ!............ إلی آخرہ. (ابن کثیر)

الجواب بعون الوهاب

یہ روایت ضعیف ہے۔

1- اس روایت کی سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضعیف من الرابعة. (تقریب ص246)

قال صاحب تحفة الأحوذي: في سند هذا الحديث علي بن زيد بن جدعان و هو متكلم فيه.

(تحفۃ الأحوذی جلد 1 ص245)

2- اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس روایت سے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعاء کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس میں صرف اتنا ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعاء کی، اس سے زیادہ سے زیادہ انفرادی دعاء پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

دلیل 4- علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّيْتُمُ الصُّبْحَ فَافْزَعُوْا إِلَى الدُّعَاءِ)).

کہ جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو دعاء کی طرف سبقت کرو۔

الجواب بعون الوهاب

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

اس روایت کی سند میں عباس بن عبداللہ بن احمد بن عصام راوی متھم ہے۔

(مغنی جلد 1 ص429)

نوٹ : بعض لوگ اس روایت کو مسلم اور نسائی کی اور ابو داود کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ روایت نہ صحیح مسلم میں ہے اور نہ ہی ابو داود اور نسائی شریف میں۔

دلیل 5– فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلٰوةُ مَثْنٰى تَشَهَّدُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشَّعُ وَ تَضَرَّعُ وَ تَمَسْكَنُ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ))– يَقُوْلُ: تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ–((وَ تَقُوْلُ :يَارَبِّ يَارَبِّ وَ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا)). (و فی روایة) ((فَهُوَ خِدَاجٌ)).

نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تشہد بیٹھ۔ خشوع، خضوع اور اطمینان کر، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے رب کی طرف سیدھے پھیلا اور یارب یارب کہہ،

جو آدمی ایسا نہیں کرے گا اس کی نماز ناقص ہو گی۔

(ترمذی وغیرہ)

الجواب بعون الوھاب

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

1-اس کی سند میں عبداللہ بن نافع بن ابی العمیاء راوی مجہول ہے۔

(کما قال الحافظ: فی التقریب جلد191)

2-اگر اس روایت کو چند منٹ کے لئے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس روایت میں بھی اجتماعی دعاء کا ذکر نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ انفرادی دعاء پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

دلیل 6- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے نماز پڑھنے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنی شروع کر دی تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے تھے۔

(قال الہیثمی: رجالہ ثقات. مجمع الزوائد ص19)

الجواب بعون الوهاب

1-جو بھائی یہ روایت پیش کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ یہ روایت اصل کتاب سے دکھائیں، تاکہ دیکھا جا سکے کہ اس کی سند صحیح ہے یا ضعیف، جب تک اصل کتاب سے حدیث نظر نہیں آئے گی اس وقت تک حدیث کی صحت و سقم کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

2-کسی حدیث کے راویوں کے ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث یا اس کی سند صحیح ہو۔

کیونکہ ممکن ہے اس روایت کی سند میں انقطاع ہو یا اس میں کوئی روای مدلس ہو، فتفکر و تدبر

3-اگر وقتی طور پر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس میں بھی اجتماعی دعاء کا ذکر نہیں ہے، بلکہ انفرادی دعاء کا ذکر ہے۔

خلاصہ : فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کے قائلین کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔ اور اس دعویٰ پر جتنے بھی دلائل پیش کیے گئے ہیں وہ تمام کے تمام ضعیف ہیں جیسا کہ مذکورہ تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے۔ پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا دعویٰ تو اجتماعی دعاء کا ہے لیکن جتنے بھی دلائل پیش کیے گئے ان میں اجتماعی دعاء کا ذکر تک نہیں، بلکہ ان میں انفرادی دعاء کا ذکر ہے۔

نوٹ: اگر کسی سبب کی بنا پر نماز کے بعد کبھی اجتماعی دعاء کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً نماز کے بعد ایک آدمی یہ کہتا ہے:

میں مریض ہوں، یا "فلاں" مصیبت میں مبتلا ہے، لہٰذا آپ سب بھائی میرے لئے یا اس کے لئے دعا کریں۔

تو اس صورت میں اس کے لئے اجتماعی دعاء کرنا جائز ہوگا، جیسا کہ بخاری وغیرہ میں حدیث آتی ہے کہ

جمعہ کے دن خطبہ کے دوران ایک دیہاتی آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! جانور اور لوگ قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں، آپ اللہ سے دعا کریں! آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شروع کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے۔ (بخاری، بیہقی)

فضائل اعمال میں ضعیف روایت کے قبول ہونے کا مسئلہ

صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ ضعیف روایت پر عمل جائز نہیں ہے نہ اعمال میں اور نہ فضائل میں۔

یہ مذہب امام بخاری، امام مسلم، یحییٰ بن معین اور ابن حزم وغیرہ کا ہے۔
(قواعد الحدیث ص113 لفضیلۃ الشیخ جمال الدین القاسمی)

فائدہ: میرے بھائیو! ضعیف روایت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس روایت میں حدیث کے صحیح اور حسن ہونے کی شروط نہیں، یعنی اس کا ثبوت اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ہے۔

تو جب ایک روایت کا ثبوت اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں تو اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا کیسے جائز ہوگا؟ پھر اصول حدیث کی تمام کتب میں ضعیف کو مردود (جن کو رد کیا گیا ہے) کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے۔ جو چیز ہی مردود ہے تو اس کو بیان کرنا اور اس پر عمل کیسے جائز ہوگا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معمولی سے شبہ کی وجہ سے حدیث کو بیان نہیں کرتے تاکہ اس حدیث کے مصداق نہ بن جائیں:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ (بخاری جلد 1 ص 21)

زبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جیسے فلاں فلاں رسول اللہ ﷺ سے (کثرت کے ساتھ) احادیث بیان کرتا ہے آپ نہیں بیان کرتے؟ تو زبیر

رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں ، آپ ﷺ سے جدا اور الگ نہیں رہا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے :

جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(بخاری جلد 1 ص 21)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے زیادہ احادیث بیان کرنے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روکتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(بخاری جلد 1 ص 21)

میرے بھائیو! ذرا سوچیں اور غور کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے احادیث سننے کے باوجود معمولی شک و شبہ کی بنا پر احادیث بیان نہ کرتے ، تاکہ آپ ﷺ پر جھوٹ نہ باندھا جائے اور جو روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہی نہیں اس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کرنا کیسے جائز ہے ؟

نوٹ : بعض علماء کرام ضعیف روایت پر عمل کرنے کی چند شرائط لگاتے ہیں جیسے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

إن شرائط العمل بالضعيف ثلاثة:

أحدها: أن يكون الضعيف غير شديد فيخرج من انفرد من الكذابين و المتهمين بالكذب و من فحش غلطه، نقل العلائي الا تفاق عليه .

الثاني: أن يندرج تحت أصل معمول به. و في الجامع الصغير أصل عام.

الثالث: ألا يعتقد عند العمل به ثبوته لئلا ينسب إلى النبي ﷺ مالم يقله

(تدريب الراوي 196، قواعد التحديث ص113، للعلامة الشيخ جمال الدين القاسمي ، صحيح الجامع الصغير جلد2ص48)

ضعیف روایت پر عمل کی تین شرائط ہیں :

1- یہ کہ ضعف زیادہ سخت نہ ہو (یعنی معمولی ہوئی)، اس شرط کے لگانے سے جھوٹے راوی اور جن پر جھوٹ کی تہمت ہے اور جن کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں وہ خارج ہو گئے (یعنی ان کی روایت قبول نہیں کی جائیگی)، ضعیف روایت پر عمل کرنے کی اس شرط پر سب کا اتفاق ہے۔

2- یہ کہ ضعیف روایت کسی اصل عام کے تحت درج ہو (یعنی جو حکم ضعیف روایت میں بیان کیا گیا ہے وہ عمومی طور پر کسی قرآن کی آیت سے یا کسی صحیح حدیث میں بیان ہوا ہو)۔

3-ألا يعتقد عندالعمل به ثبوته ؛لئلا ينسب إلى النبي ﷺ مالم يقله .

اس کے ساتھ عمل کے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھا جائے (یعنی یہ

اعتقاد نہ ہو کہ یہ بات نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے) تاکہ نبی کریم ﷺ کی طرف وہ بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ ﷺ نے نہیں کہی۔

خلاصہ: ان تین شرائط سے معلوم ہوا کہ ضعیف روایت پر عمل اس وقت جائز ہے جب روایت میں ضعف معمولی ہو اور جو حکم ضعیف روایت میں بیان ہوا ہے، وہ حکم عمومی طور پر کسی آیت میں یا کسی صحیح حدیث میں ذکر ہو۔ اس دوسری شرط سے معلوم ہوا کہ عمل حقیقت میں اصل عام (قرآن کی آیت یا صحیح حدیث) کے ساتھ ہے نہ کہ کسی ضعیف روایت کے ساتھ۔

(كما قال الألباني: إن العمل في الحقيقة ليس بالحديث الضعيف و إنما بالأصل العام و العمل به وارد وجد الحديث الضعيف أولم يوجد و لا عكس، أعني العمل بالحديث الضعيف إذا لم يوجد الأصل العام).

(صحیح الجامع الصغیر جلد1 ص51)

ناصر الدین البانی صاحب اس دوسری شرط پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عمل حقیقت میں ضعیف حدیث کے ساتھ نہیں، بلکہ اصل عام کے ساتھ ہے اور اصل عام پر عمل ہوگا، خواہ ضعیف حدیث ہو یا نہ ہو لیکن اس کے الٹ نہیں۔ یعنی اگر اصل عام نہیں تو ضعیف حدیث پر عمل نہیں ہوگا۔

(صحیح الجامع الصغیر ص51)

فتفكر و تدبر ولا تكن من الغافلين المتعصبين.

ضعیف احادیث پر عمل کی تیسری شرط پر بھی غور کریں، وہ یہ تھی کہ یہ اعتقاد نہیں ہونا چاہئے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ کیا جو لوگوں ضعیف احادیث پر عمل کر کے فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرتے ہیں ان کا یہ ذہن ہے کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں؟

تمت بالخیر

جاوید اقبال سیالکوٹی

۱۰/ ۸/ ۲۰۰۰ء

سبحانك اللهم و بحمدك أشهدأن لا إله إلا أنت أستغفرك و أتوب إليك.

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب.
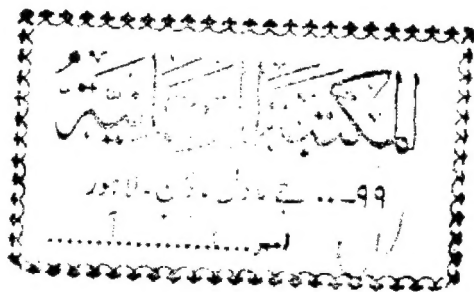
مصنف کی
دیگر تصنیف
★ تنویر الافہام فی حل عربیۃ بلوغ المرام
★ حقوق الوالدین والاولاد
★ احکام الصلوٰۃ ★ احکام الوضوء والغسل
ملنے کے پتے
جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ملکے کلاں سیالکوٹ ۵۵۱۶۶۸
جامعہ صراط مستقیم گوہدپور سیالکوٹ ۲۶۲۳۴۹
شیخ احسان الٰہی مجاہد روڈ سیالکوٹ
جامعہ احیاء السنۃ فتح گڑھ سیالکوٹ
فون ۵۵۶۲۲۰
جامعہ علوم اسلامیہ ناصر روڈ سیالکوٹ فون نمبر ۵۸۸۳۵۷